﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا*﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدير أعلىٰ: نصير أحمد قمر

جلد ٣ جمعۃ المبارک ٧ جون ١٩٩٦ء شمارہ ٢٣

بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کر لینی چاہئیں جن کی میں نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں

یہ آیتیں میں نے کسی مقصد کے لئے چنی ہیں

اپنے خاندانوں کی تاریخ کو زندہ رکھیں اور اس تاریخ کو احمدیت سے شروع کریں

یہ ساری باتیں یاد رکھو گے تو زندہ رہو گے ورنہ مٹی میں مل جاؤ گے

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کی مختصر رپورٹ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۸ مئی بروز ہفتہ بلجیم سے روانہ ہو کر قریباً سوا چار بجے بیت الرشید ہمبرگ میں ورود فرما ہوئے جہاں بہت سے احباب موجود تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے تمام مردوں کو شرف مصافحہ سے نوازا اور استقبال کے لئے موجود خواتین کو بھی السلام علیکم کہا۔

جرمن افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب

شام چھ بجے Rugenburg سکول Bonnigstedt میں جرمن افراد کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے بعد سوال و جواب شروع ہونے سے قبل ناصرات الاحمدیہ کے ایک گروپ نے جرمن زبان میں دو ترانے پیش کئے اور پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے جن کا جرمن ترجمہ مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش کو کرنے کی توفیق ملی۔ چند اہم سوالات یہ تھے۔

☆ جن یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو قبول نہیں کیا کیا وہ سب گنہگار تھے اور انہیں گناہ کی سزا کس صورت میں ملی؟ باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۹۶ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ پڑھانے کے بعد سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک مختصر دورہ پر روانہ ہوئے۔ بعد دوپہر تین بجکر پچیس منٹ پر مسجد فضل لندن سے بذریعہ کار اس سفر کا آغاز ہوا جس میں حضور انور بلجیئم، ہالینڈ اور جرمنی تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس سارے دورہ کو ہر لحاظ سے بہت ہی بابرکت فرمائے اور قدم قدم پر پیارے آقا کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہو۔ آمین۔

حضور انور کے سفر پر ہونے کی وجہ سے اس عرصہ میں "ملاقات" پروگرام میں تازہ بتازہ پروگراموں کی بجائے پہلے سے ریکارڈ شدہ بعض پروگرام دوبارہ پیش کئے گئے۔

ہفتہ ۱۸ مئی ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر آج خاکسار نے بچوں کی کلاس لی۔ سب سے پہلے بچوں کو السلام علیکم کہنے کا صحیح تلفظ اور طریق سمجھایا اس کے بعد اس ماہ کی مناسبت سے خلافت کے بارہ میں بچوں کو بتایا۔ بعد ازاں آئندہ دو ہفتہ کے پروگرامز کے متعلق بتایا کہ اگلے ہفتہ خلافت کے بارہ میں بچوں اور بچیوں کے مابین QUIZ کا مقابلہ ہوگا اور اس سے اگلے ہفتہ سورۃ بقرہ کی سترہ آیات اور بیت بازی کا مقابلہ ہوگا۔

اتوار ۱۹ مئی ۱۹۹۶ء

۱۲ مئی ۱۹۹۶ء کو انصاراللہ کے تحت انگریزی میں ہونے والی مجلس سوال و جواب کا دوسرا حصہ دکھایا گیا۔

سوموار و منگل ۲۰، ۲۱ مئی ۱۹۹۶ء

چونکہ آج کل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ یورپ کے دورہ پر ہیں اس لئے ان دو دنوں میں ترجمۃ القرآن کی دو پہلی کلاسز ہی دوبارہ دکھائی گئیں۔

بدھ۔ جمعرات ۲۲ و ۲۳ مئی ۱۹۹۶ء

ان دو دنوں میں ہومیو پیتھی کی دو گذشتہ کلاسز دوبارہ دکھائی گئیں۔

جمعہ ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء

اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی ایک مجلس سوال و جواب جو ۵ مئی ۱۹۹۶ء کو منعقد ہوئی تھی دوبارہ دکھائی گئی۔ اس مجلس کے سوالات کی تفصیل قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہو چکی ہے۔

(ع۔م۔ر)

تمام انسانی فساد کی جڑ جھوٹ ہے جھوٹ کے خلاف جہاد شروع کریں

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۲۴ مئی ۱۹۹۶ء)

جرمنی [۲۴ مئی]: سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج بادکروئزناخ میں جمعہ پڑھایا جہاں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سترھواں سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ اس خطبہ جمعہ کے ساتھ ہی خدام کے اجتماع کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ اس موقعہ پر چھ ہزار سے زائد حاضرین وہاں موجود تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ الفرقان کی آیت نمبر ۷۳ کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ آج مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اور آج کے خطبے میں ہی مجھے خدام سے افتتاحی خطاب کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے آج کے خطبہ کا موضوع یہ آیت چنی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جو رحمان خدا کے بندے ہیں وہ جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے یا جھوٹ کی زیارت نہیں کرتے "والذین لا یشہدون الزور" کے یہ دونوں معنے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آج خصوصیت کے ساتھ مشرقی قومیں جھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں اور اگرچہ مغرب میں بھی یہ بیماری داخل ہو رہی ہے مگر عملاً دونوں میں بہت فرق ہے۔ دنیا میں سب سے بڑی تباہی مچانے والی کمزوری جھوٹ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث کے حوالہ سے بھی بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بڑے بڑے گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے خصوصیت سے جھوٹ سے بچنے کی تنبیہ فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ جھوٹ سب گناہوں کی جڑ ہے۔ شرک بھی جھوٹ ہی کا نام ہے۔ والدین کی نافرمانی کرنا بھی جھوٹ ہی ہے۔ اگر آپ تجزیہ کریں تو پتہ چلے گا کہ جھوٹ کی زمین سے ہی تمام بدیاں پھوٹتی ہیں۔ شرک بھی جھوٹ ہی سے پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ ہی دراصل سب سے بڑا شرک ہے۔ جھوٹ ہمیشہ ایک فرضی معبود کی عبادت کی خاطر بولا جاتا ہے اور روزانہ جتنی مرتبہ آپ کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو اتنی مرتبہ ہی آپ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عادتاً جھوٹ بولنے کو بھی نہایت خطرناک بات قرار دیا ہے کیونکہ جب یہ عادت بن جائے تو یہ بات لازماً جہنم تک پہنچا دیتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بسا اوقات ایک کام کرنے سے پہلے ہی لوگ جھوٹ کا ارادہ باندھ کر گھر سے نکلتے ہیں اور مطمئن ہوتے ہیں کہ جھوٹ سے کام نکل جائے گا یہ شرک ہے۔ جھوٹ ایسی بیماری ہے جو ہر ناشکری، ہر شرک کی جڑ اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ توحید کے منافی ایک ایسا گناہ ہے جو توحید کی ہر حقیقت کو چاٹ جاتا ہے اور احسان مندی یا شکر گزاری کو بھی چاٹ جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جھوٹے لوگ نہ اپنے ماں باپ کے ہوتے ہیں نہ خدا کے ہوتے ہیں اور جھوٹ ان دونوں کے حقوق کو تلف کر دیتا ہے اور دوستی کے حقوق یا قومی اور حکومتی حقوق جو ان دونوں کے تعلقات سے ادنیٰ ہیں ان سب کو بھی تلف کر دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے میرے نزدیک تمام یورپ میں جرمن قوم سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہے۔ اللہ کرے کہ ان کی یہ نیکی و سچائی ان کو اسلام کی طرف لے جانے والی ہو اور یہ اپنے سچ کی حفاظت کر سکے۔ تمام مغربی قوموں میں فطرتاً سب سے زیادہ سچی قوم جرمن قوم ہے۔ ان کے اندر سچائی کی وجہ سے ڈسپلن پیدا ہو گیا ہے۔ یہ قوم سچ کی قدردان بھی ہے اور سچی قومیں ہی سچوں سے محبت کر سکتی ہیں۔ پس اس پہلو سے آپ ایک ایسی قوم میں آئے ہیں جہاں آپ کے سچ پر کوئی ابتلا نہیں آیا۔ لیکن اگر آپ اس ملک میں رہ کر جھوٹ بولیں گے تو اس قوم کے اعلیٰ اخلاق کی ناقدری کریں گے اور خدا کے بھی ناشکرے بنیں گے اور آپ کا یا آپ کے دین یا آپ کی قوم کا کوئی نیک اثر ان پر نہیں پڑے گا۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

ادا ریہ

پاکستانی ملاں ـ مذہبی انتہاپسندی کے فروغ کا ذمہ دار

۱۰ مئی ۱۹۹۶ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہندوستان میں حالیہ انتخابات کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی کامیابی ایک بہت بڑا انذاری نشان ہے جو مسلمانوں کو ہوش میں لانے کے لئے اور اپنے اعمال کو درست کرنے کے لئے دکھایا جارہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں مذہبی انتہاپسندی کے فروغ کا ذمہ دار پاکستان کا ملاں ہے اور اس خطرے کو ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت کے ججوں نے اسی وقت بھانپ لیا تھا کہ ملاں صرف پاکستان کو ہی نہیں بلکہ ہندوستان کو بھی ایک بہت بڑے فساد کی طرف لے جارہا ہے۔

حضور انور نے اپنے خطبہ میں ضمناً یہ بھی بتایا تھا کہ پاکستان کے کئی ملاؤں سے جو اس تحقیقاتی عدالت کے سامنے پیش ہوئے عدالت نے یہ سوال کیا تھا کہ جس قسم کی حکومت تم پاکستان میں قائم کرنا چاہتے ہو اس کے نتائج یہ نکلیں گے کہ غیر مسلم حکومتیں مثلاً ہندوستان اپنے دستور کی بنیاد اپنے مذہب پر رکھیں گی اور پھر وہاں کے مسلمان باشندوں کے ساتھ منوشاستر کے قوانین کے تحت سلوک کیا جائے گا۔ کیا آپ ان کا یہ حق تسلیم کرلیں گے تو ہر ملاں نے یہ جواب دیا کہ ہاں اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ ظاہر ہے ملاؤں کے اس نظریے کے مطابق اگر پاکستان میں ایسی حکومت بن جائے تو جہاں پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ ظلم ہوگا وہاں اگر غیر اسلامی ممالک بھی یہ نظریہ اختیار کریں تو وہاں مسلمانوں کو ان کے تمام حقوق سے محروم کر دیا جائے گا۔ غرضیکہ ہر جگہ فساد بپا ہو جائے گا۔

قارئین کرام! ہم ذیل میں جج صاحبان کے سوالات اور ان ملاؤں کے جوابات نقل کر کے اپیل کرتے ہیں کہ خدارا ان ملاؤں کے ناپاک عزائم کو اگر پہلے نہیں سمجھ پائے تو آج ہی سمجھیں۔ انہوں نے پورے علاقہ کا امن برباد کر رکھا ہے۔ ان کی ہٹ دھرمی اور اپنی خود ساختہ شریعت کو زبردستی دوسروں پر ٹھونسنے کی کوشش نے ہندوستان کے ہندو ملاؤں کو یہ شہ دی کہ وہ بھی وہاں مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے قانونی اقدام کریں۔

☆ تحقیقاتی عدالت کے جج صاحبان نے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، صدر جمیعت العلماء پاکستان سے جب سوال کیا کہ "کیا آپ ہندوؤں کا جو ہندوستان میں اکثریت رکھتے ہیں یہ حق تسلیم کریں گے کہ وہ اپنے ہاں ہندو دھرم کے ماتحت مملکت قائم کرلیں تو انہوں نے جواب دیا "جی ہاں"۔ پھر ان سے سوال پوچھا گیا کہ "اگر اس نظام حکومت میں منوشاستر کے ماتحت مسلمانوں سے ملیچھوں یا شودروں کا سا سلوک کیا جائے تو کیا آپ کو کوئی اعتراض ہوگا" تو انہوں نے جواب دیا "جی نہیں"۔

☆ مولانا مودودی سے جب سوال کیا گیا کہ "اگر ہم پاکستان میں اس شکل کی اسلامی حکومت قائم کرلیں تو کیا آپ ہندوؤں کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنے دستور کی بنیاد اپنے مذہب پر رکھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا "یقیناً مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا کہ حکومت کے اس نظام میں مسلمانوں سے ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کیا جائے۔ اس پر منو کے قوانین کا اطلاق کیا جائے اور انہیں حکومت میں حصہ اور شہریت کے حقوق قطعاً نہ دئے جائیں"۔

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد چار کروڑ بتائی۔ ان سے جب یہ سوال کیا گیا کہ "کیا آپ کو اس امر پر اعتراض ہوگا کہ ان پر منو کے قوانین عائد کئے جائیں جن کے ماتحت انہیں کوئی شہری حق حاصل نہ ہوگا اور ان سے ملیچھوں اور شودروں کا سا سلوک کیا جائے گا؟"۔ تو انہوں نے جواباً کہا "میں پاکستان میں ہوں اور ان کو مشورہ نہیں دے سکتا"۔

☆ میاں طفیل محمد (جماعت اسلامی) نے دنیا میں مسلمانوں کی آبادی پچاس کروڑ بتائی۔ ان سے سوال کیا گیا کہ "اگر آپ کے قول کے مطابق مسلمانان عالم کی کل آبادی ۵۰ کروڑ ہے اور پاکستان، سعودی عرب، یمن، انڈونیشیا، مصر، ایران، شام، لبنان، شرق اردن، ترکی اور عراق کے مسلمانوں کی تعداد ۲۰ کروڑ سے زیادہ نہیں تو کیا آپ کے نظریئے کا یہ نتیجہ نہ ہوگا کہ تیس کروڑ مسلمانان عالم محض لکڑی کاٹنے اور پانی بھرنے والے بن جائیں گے؟"۔

اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ "میرے نظریئے کا اثر ان کی حیثیت پر نہ ہونا چاہئے"۔

عدالت نے مزید سوال کیا کہ "کیا اس حالت میں بھی کہ ان سے مذہبی بنا پر غیر مساوی سلوک کیا جائے اور معمولی حقوق شہریت سے بھی محروم کر دیا جائے" تو جواب ملا "جی ہاں"۔ اس گواہ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر کوئی غیر مسلم حکومت اپنے ملک کی سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو اسامیاں پیش بھی کرے تو ان کا فرض ہوگا کہ ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیں"۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت، فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء، صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶)

قارئین کرام! اگر قوم ۱۹۵۳ء میں ان نام نہاد مذہبی لیڈروں کا محاسبہ کرتی اور انہیں اپنی گردنوں پر سوار نہ ہونے دیتی تو آج ہمیں یہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا کہ ایک طرف سو سارا پاکستان فسادات کا اکھاڑہ بنا ہوا ہے اور دوسری طرف بھارتیہ جنتا پارٹی کے خطرناک عزائم یہ ہیں کہ ہندوستان میں اسلامی تہذیب کو کلیۃً ختم کر دیا جائے۔ ہمارے نزدیک تو اس غفلت پر بہت وقت گزر چکا ہے۔ اگر ان ملاؤں کے گھناؤنے منصوبوں کو ناکام بنانا ہے تو ملک سے ملائیت کا مکمل خاتمہ کرنا ہوگا تاکہ لوگوں کو اسلام کا اصلی خوبصورت چہرہ نظر آسکے اور دونوں ممالک جو تیزی سے تباہی کے گڑھے کی طرف بڑھ رہے ہیں بچ جائیں۔ ورنہ جیسا کہ حضور انور نے ان ممالک کو تنبیہہ فرمائی ہے اور کہا ہے کہ مذہبی انتہاپسندی نے دنیا کو سوائے بربادی کے کچھ نہیں دیا۔ سارے علاقہ کا امن و سکون تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ ہر سطح پر قوم کے دانشوروں کو سمجھائے اور خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرے تاکہ حالات کا رخ پلٹے اور انسانیت تباہ ہونے سے بچ جائے۔ آمین۔

(رشید احمد چوہدری)

بقیہ:ـ خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ نے اپنی میزبان قوم کے دلوں کو فتح کرنا ہے تو اس کی چابی بھی سچائی میں ہے۔ جو سچا ہو خدا اس کی پشت پناہی کرتا ہے۔ آپ نے اسلام اور احمدیت کے نقیب بننا ہے اور سچائی کے نقیب بننا ہے۔ اکثر داعی الی اللہ وہی کامیاب ہیں جن کے اندر سچائی پائی جاتی ہے۔ ان کی بات میں وزن پیدا ہو جاتا ہے اور وزن سچائی کا نام ہے۔

حضور نے فرمایا کہ تمام انسانی فساد کی جڑ جھوٹ ہے۔ اگر انسان خواہ کیسا ہی مجرم کیوں نہ ہو یہ فیصلہ کر لے کہ جو کچھ بھی ہو میں نے جھوٹ نہیں بولنا اسی دن اس کے جرائم کی جان نکلنی شروع ہو جائے گی۔

حضور نے حدیث نبوی کے حوالہ سے بتایا کہ سنی سنائی بات کو آگے چلانا بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے۔ اگر کسی بھائی سے نفرت کی وجہ سے اس کے متعلق کسی سنی سنائی بات کو آگے اچھال دیا یا محبت کی وجہ سے کسی کی بات کی تحقیق ہی نہ کی تو یہ بھی برائی ہے۔ جتنی قومیں منافقتوں سے ہلاک ہوتی ہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ بات سنی اور آگے چلا دی۔ فحشاء بھی اسی لئے جھوٹ کی ایک بدترین قسم ہے اور جھوٹ کی جرات، بدکرداری کی جرات میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر آپ اپنی زندگیوں کو سچا بنالیں تو اس دنیا میں جنت بنائیں گے۔ سچائی طمانیت بخشتی ہے۔ سچ سادگی پیدا کرتا ہے، قناعت پیدا کرتا ہے۔ ایک سادہ آدمی جو جھوٹا نہ ہو وہ قانع ضرور ہوا کرتا ہے۔ ہر مشکل کا حل سچائی میں ہے۔ ہر زندگی کا سکون و طمانیت سچائی میں ہے۔ جھوٹ ایک لعنت ہے جس نے زندگیوں کو برباد کر دیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج یوگنڈا میں بھی خدام کا اجتماع ہو رہا ہے۔ بدقسمتی سے وہاں بھی جھوٹ اور چوری کی عادت بہت پھیل چکی ہے۔ جہاں جھوٹ اور چوری ہو وہاں انسانی تعلقات گندے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جھوٹ کی عادت بعض اوقات واقعتاً جسمانی خداؤں کے سامنے بھی سر جھکانے پر مجبور کر دیتی ہے۔ پاکستان اس کی ایک مثال ہے۔

حضور نے نصیحت فرمائی کہ جھوٹ کے خلاف جہاد شروع کریں۔ حضور نے جماعت جرمنی کی دو نمایاں خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب انہیں کوئی نیک کام کہا جاتا ہے تو ساری جماعت سنجیدگی، محنت اور کوشش سے اس میں جت جاتی ہے کہ تناسب کے لحاظ سے اور کہیں یہ تناسب دکھائی نہیں دیتا۔ دوسرے یہ کہ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں جس ہمت، صبر، استقلال اور حکمت کے ساتھ مربوط ٹیموں کے ساتھ آپ لوگوں نے محنت کی ہے ایسی محنت کسی اور جگہ دکھائی نہیں دیتی۔ یہ دو باتیں ہیں جن کی وجہ سے میں آپ کی عزت کرتا ہوں اور آپ کے لئے محبت کے جذبات ہیں اور میں آپ کے لئے دعائیں کرتا ہوں اور اسی جذبہ کے ساتھ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ آپ کے اندر جو جھوٹ کے جذبات ہیں ان سے اپنے آپ کو پوری طرح صاف کریں۔ جس طرح میری ہر بات کو آپ نے مانا ہے اس معاملے میں بھی اسی جذبے سے لبیک کہیں، دیانت داری اور اخلاص سے کوشش کریں۔ خطبہ کے آخر پر حضور نے اس اجتماع کی کامیابی کے لئے دعائیہ کلمات فرمائے اور ذکر الٰہی کے ماحول میں وقت گزارنے کی نصیحت فرمائی۔

بقیہ:ـ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کی مختصر رپورٹ

اس سوال کے جواب میں حضور نے تفصیل سے بتایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کون گنہگار ہے اور کون نہیں۔ اگرچہ قرآن کریم ان لوگوں کا شدید ناپسندیدگی کے رنگ میں ذکر فرماتا ہے جو ان وجودوں کو رد کر دیتے ہیں جو خدا کی طرف سے خدا کے نام پر آتے ہیں لیکن خدا ہی جانتا ہے کہ وہ لوگ کیوں سچائی کو پوری طرح دیکھ نہیں سکتے اور کیوں انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ اس لئے صرف وہی اس بات کے فیصلے کا حق رکھتا ہے کہ کون گنہگار ہے اور کس حد تک۔ حضور نے بتایا کہ قرآن کریم ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ اگر کوئی خدا کے متعلق اس تصور پر جس کو وہ دل کی سچائی سے درست تسلیم کرتا ہے پوری طرح ایمان رکھتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے مطابق ہی اس سے سلوک فرمائے گا۔

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے براہ راست جو جماعت تیار کی تھی جو ناصرینز یا ایبونائیٹس کہلاتے ہیں وہ توحید پر قائم جماعت تھی اور راستباز جیمز ان کی عدم موجودگی میں ارض فلسطین میں ان کے نمائندہ تھے۔ ان کے متعلق تمام محققین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ تورات پر ایمان رکھتے تھے اور تثلیث و کفارہ وغیرہ پولوسی عقائد کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

☆ ایک سوال جزا سزا کے متعلق بھی ہوا کہ یہ کب ہوگی؟ کیا صرف مرنے کے بعد حساب کتاب ہوگا؟ حضور انور ایدہ اللہ نے اس کے تفصیلی جواب میں فرمایا کہ اسلام اور عیسائیت اس بات پر متفق ہیں کہ مرنے کے بعد بھی حساب کتاب ہوگا لیکن عملوں کی پاداش کا ایک سلسلہ اس دنیا میں بھی جاری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ عمداً خدا کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور تکذیب سے کام لیتے ہیں انہیں بعض اوقات اس دنیا میں بھی سزا ملتی ہے اور وہ خدا کے عذاب کا مورد بنتے ہیں لیکن آخری حساب کتاب مرنے کے بعد ہی ہوگا۔

☆ سات آسمانوں کے پیدا کرنے سے متعلق قرآن کریم کے بیان سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے بتایا کہ قرآن کریم جب مثلاً زمین کے چھ دنوں میں پیدا کرنے اور ساتویں دن عرش پر متمکن ہونے کا ذکر فرماتا ہے یا سات آسمانوں کا ذکر فرماتا ہے تو وہ خود ہی ان اعداد کے متعلق ضروری تفصیلات بھی نہایت ہی پرحکمت اور لطیف اشاروں کے ذریعہ کھول دیتا ہے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے قرآنی آیات کے مختلف مضامین پر روشنی ڈالی۔

☆ ایک سوال کے جواب میں کہ کیا بانی سلسلہ احمدیہ آخری مسیح ہیں یا اور بھی مسیح آسکتے ہیں؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مسیح اور بھی آسکتے ہیں۔ مسیح ہونا ایک ٹائٹل یا لقب ہے اور اس کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب لوگ شریعت کے لفظوں کے ظاہر پر زور دیتے ہیں اور اس کی روح کو بھول جاتے ہیں۔ پہلے مسیح کا ظہور بھی اس وقت ہوا جب یہود ظاہر پرست ہو چکے تھے اس وقت حضرت مسیح ناصریؑ نے آکر شریعت کی روح کو ان میں قائم کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح اس دور میں مسلمانوں نے بھی لفظوں پر اکتفا کیا اور روح قرآن مجید کو بھلا بیٹھے تو خدا تعالیٰ نے مسیح کو بھیجا۔

☆ ایک اور سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا، کہ تمام مذاہب بنیادی طور پر خدا کی طرف سے تھے اور تمام مذاہب ایک ہی پیغام رکھتے تھے لیکن تفصیلات میں فرق تھا اور یہ تفصیلات کا فرق زمانہ اور لوگوں کے بدلتے ہوئے حالات کی وجہ سے ہے۔ اس ضمن میں حضور نے تورات، انجیل اور قرآن کریم کی تعلیم کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ قرآن مجید کی تعلیم نہایت متوازن اور مکمل ہے اور اس میں کسی مزید بہتری یا تبدیلی کی گنجائش نہیں کیونکہ یہ

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

(تئیسویں قسط)

مسیحیت
ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے - مدیر]

باب ہشتم
مسیحیت آج کے دور میں

آج مسیحیت کو جس سب سے بڑے مسئلہ کا سامنا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ لوگوں میں صداقت کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رہی یا اس میں کمی آ رہی ہے بلکہ اصل مسئلہ اسے یہ درپیش ہے کہ لوگوں میں صداقت کو قبول کرنے کی خواہش اور امنگ ہی مفقود ہوتی جارہی ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ فی زمانہ مسیحیت (اس کی حیثیت افسانوی ہو یا حقیقی) مغربی تہذیب کا جزو لا ینفک بنی ہوئی ہے۔ مغربی تہذیب کے نو آبادیاتی نظام کے قیام اور اس کی سامراجی فتوحات میں سب سے زیادہ عمل دخل اسی کا ہے۔ یہ ان کے سیاسی اور اقتصادی نظام کے لئے سہارے اور تائید و حمایت کا کام دے رہی ہے اور انہیں باہم اکٹھا رکھنے کی قوت مہیا کر کے انہیں ایک طاقتور اور متحدہ اکائی کی حیثیت سے قائم و برقرار رکھنے کا موجب بنی ہوئی ہے۔ مغرب کے پیچیدہ سماجی، سیاسی اور اقتصادی نظام کی تعمیر اور اس کے استحکام میں بنیادی کردار عیسائیت نے ہی ادا کیا ہے۔ مغربی تہذیب یا مغربی سامراجی نظام اور اس کے اقتصادی غلبہ کی عملی شکل و صورت اور ہیئت اجتماعی میں مسیحی عناصر سرایت کئے ہوئے ہیں۔ اپنی موجودہ حالت میں مسیحیت روحانی مقصدیت سے کہیں بڑھ کر مغرب کے مادی مفادات کا آلہ کار بننے کی طرف زیادہ مائل ہے اور اس جانب اس کے جھکاؤ میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ برخلاف اس کے ازمنہ گزشتہ میں اس کا جھکاؤ مسیحی عقائد اور ان کی روحانی اقدار کو آگے بڑھانے کی طرف تھا اور معلوم یہ ہوتا تھا کہ یہی اس کا مقصد حیات ہے۔

لیکن اگر دیکھا جائے تو تاریخی اہمیت کے اعتبار سے مسیحیت کا اصل کردار جس شکل میں ظاہر ہوا وہ یہی ہے کہ وہ فی زمانہ مغربی سامراجیت کو آگے بڑھانے کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ مشرق کو فتح کرنے کی مہم مذہبی جذبہ و جوش کے ساتھ انجام دی گئی۔ بالخصوص وہ جنگیں جو مسلم سلطنت کے خلاف لڑی گئیں ان کا پرجوش جذبہ محرکہ ایک ہی تھا اور وہ تھا اسلام کے خلاف مسیحی بغض و عناد اور نفرت و حقارت کے دیرینہ جذبات۔

مسیحیت اور نو آبادیاتی نظام

جب استعماری حکمرانی اور فرمانروائی نے افریقہ کے پورے براعظم کو اپنے زیر نگیں کر لیا اور وہاں کی پوری آبادی کو اس نے سر سے پاؤں تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر بے بس کر دیا تو پھر ان کے ہاتھوں اور پیروں میں اقتصادی غلامی کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈالنے میں بھلا کیا دیر لگتی تھی۔ سیاسی غلامی کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے اقتصادی غلامی بھی ان پر مسلط کر دی گئی۔ اگر مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کو اقتصادی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا نہ جائے تو سامراجی فتوحات بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ افریقہ میں سیاسی اور اقتصادی غلامی کے پیچھے پیچھے ان پادریوں کی آمد کا مقصد ان کے سیاسی اور اقتصادی پیش رو فاتحین کے مقصد سے بالکل متضاد نظر آتا تھا۔ انہوں نے آکر اعلان یہ کیا کہ وہ غلام بنانے کے لئے نہیں بلکہ افریقہ کی روحوں کو آزادی کی نعمت سے مالا مال کرنے آئے ہیں۔ یہ امر واقعی تعجب انگیز ہے کہ اہل افریقہ نے ان کو بظاہر نیک نظر آنے والے اس ارادہ پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ انہوں نے کلیسا کے ان نووارد مشفق و مہربان خادمان خلق سے بصد ادب یہ کیوں نہ دریافت کیا کہ انہیں صرف اور صرف ان کی روحوں پر ہی کیوں ترس آ رہا ہے؟ کیا خود انہیں نظر نہیں آ رہا تھا کہ ان کے جسموں کو بڑی بے رحمی سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے؟ کیسے اندھا دھند ظالمانہ طریق پر ان کی سیاسی آزادی کو لوٹ کر انہیں بے دست و پا کر دیا گیا ہے؟ ان مشفق و مہربان اور سراپا حسن و احسان پادریوں کو ان کی جسمانی غلامی کی حالت زار پر کیوں رحم نہ آیا؟ اور ان کی ہمدردی غلام بنائے جانے والے بے بس لوگوں کی روحوں کو آزادی سے ہمکنار کرنے تک ہی کیوں محدود ہو کر رہ گئی؟

یہ امر ظاہر و باہر تھا کہ یہ صورت حال ایک واضح تضاد کی حامل تھی لیکن افسوس! یہ تضاد ان لوگوں کی نظر سے اوجھل رہا جو ان مسیحی منصوبوں اور سازشوں کا شکار ہوتے چلے گئے۔ آج بھی افریقہ اتنا ہی بھولا اور سادہ لوح ہے جتنا آج سے دو سو سال پہلے تھا۔ اہل افریقہ ابھی تک اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ ایک نئے قسم کے نو آبادیاتی نظام کے بظاہر دور از کار لیکن اپنے قابو میں لانے اور زیر تسلط رکھنے کے خفیہ اور پراسرار طریق کار کے ذریعہ ان کی اقتصادی غلامی کو دوامی حیثیت دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔ وہ ابھی تک اس احساس سے عاری ہیں کہ انہیں مغرب کے زیر نگیں اور مغلوب رکھنے کا ایک ذریعہ مسیحیت بھی ہے۔ یہ ذریعہ ایک ایسی افیون آمیز دوا کی حیثیت رکھتا ہے جس نے لوریاں دے دے کر اور گہری نیند سلا کر ان پر خود فراموشی کی کیفیت طاری کر دی ہے۔ مسیحیت اگر وہ دیکھیں اور غور کریں، ان کے اپنے اندر یہ جھوٹا احساس پیدا کرنے کا ذریعہ ہے کہ وہ اپنے حاکموں کے ساتھ کسی نہ کسی حد تک برابری کی سطح پر آکر ان جیسے ہی بن گئے ہیں۔ کہنے کو اس میں اپنائیت کا جذبہ مضمر ہے لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہ اپنائیت ہے کس نوعیت کی؟ اپنائیت کے اسی جذبہ نے انہیں نہایت مہنگے مغربی انداز زیست کی نقل کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اگر اس کو ایک اور نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو کہا جا سکتا ہے کہ درخت اب بھی اجنبی زمینوں میں ہی لگے ہوئے ہیں لیکن ان کے پھل سمندر پار سرزمینوں میں پہنچا کر وہاں کے لوگوں کو ان کے مزے اور ذائقہ کا نشہ کے رنگ میں چسکا لگا دیا گیا ہے - یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے اس امر کی کہ تیسری دنیا پر مغربی سامراج کا اقتصادی غلبہ برقرار رکھنے کے لئے عیسائیت ہمیشہ میٹھی چھری کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے۔

خود مغرب میں ایک عام آدمی اس امر کا کوئی لحاظ کئے بغیر کہ وہ مسیحی عقائد کی پیچیدگیوں اور الجھنوں کو سمجھتا ہے یا نہیں وہ مسیحیت کو اپنی ثقافت اور اپنی تہذیب کا ایک لازمی جزو سمجھتا ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مسیحی اقدار جہاں کہیں بھی پائی جاتی ہیں ان کی اصل جڑ دیومالائی کہانیوں پر مبنی مخصوص نوعیت کے عقائد میں پیوست نہیں ہے اس کی بجائے ان کا تمام تر انحصار کرم نوازی، ہمدردی، دکھی انسانیت کی خدمت اور اسی طرح کی دوسری مسلمہ اقدار کو اہمیت دینے پر ہے۔ یہ عام انسانی اقدار ہیں اور ان کی اہمیت بین الاقوامی طور پر مسلم ہے۔ کلیسا کی طرف سے منظم طور پر کئے جانے والے زبردست پراپیگنڈہ کی وجہ سے یہ اقدار مسیحیت کے مترادف سمجھی جانے لگی ہیں۔ ہر چند کہ یہ دنیا کے تمام مذاہب کی مشترکہ اقدار ہیں اور ہر مذہب میں ان اقدار کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور یہ خدا کی طرف سے اس لئے مقرر کی گئی ہیں کہ تمام بنی نوع انسان انہیں اپنائیں اور ان پر عمل پیرا ہوں تاہم بڑی ہوشیاری اور سمجھ داری سے عیسائی بہت منظم پراپیگنڈے کے ذریعہ مسلسل اس امر پر زور دیتے چلے آرہے ہیں کہ یہ اقدار صرف مسیحیت کا خاصہ ہیں اور وہ لوگوں کو اس کا قائل کرنے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئے ہیں - ہمدردی، مہربانی، خدا ترسی اور شرافت کا رویہ رسیلی نغمگی کی طرح دوسروں کو سحر زدہ کرنے کا موجب بنتا ہے۔ ان اقدار پر زور دینے کا یہ رومانوی انداز ہی ہے جو لوگوں کو زیادہ تر مسیحی مذہب کی طرف کھینچتا ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو اس رومانویت سے ماوراء مغربی انداز زیست کی کشش، اہل مغرب کی سیاسی اور اقتصادی برتری نیز باقی دنیا کو اپنے زیر نگیں لانے کی روش یہ ساری باتیں بھی اپنا تاثر دکھا رہی ہوتی ہیں اور مسیحی منادانہیں مسیحیت کو تقویت پہنچانے میں استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی عقائد کے تضادات جو ان کے دینی مزاج میں رچ بس گئے ہیں کسی نہ کسی طور ان کے عام دنیوی طرز عمل میں بھی راہ پاتے اور منتقل ہوتے رہے ہیں۔ اسی لئے مہربانی، عاجزی، رواداری، قربانی و ایثار اور اسی طرح کے دوسرے نیک الفاظ کی زبانی اور عملی بازگشت کے پہلو بہ پہلو ظلم و زیادتی، دھونس و دھاندلی، انتہائی ناانصافی اور دنیا کی نہتی و کمزور قوموں کو بڑے پیمانہ پر اپنے زیر نگیں لانے کا ناروا سلسلہ بھی جاری ہے۔ بالعموم قانون کی حکمرانی، عدل پروری، باہمی تعلقات میں صاف ستھری روش اور حسن سلوک کو سکہ رائج الوقت کی طرح صرف مغربی معاشروں میں اندرونی طور پر ہی روا رکھا جاتا ہے برخلاف اس کے بین الاقوامی تعلقات کے شعبہ میں ان مسلمہ اوصاف و اقدار کو احمقانہ، گھسی پٹی اور ناقابل عمل روش تصور کرتے ہوئے چنداں اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ انہیں عمداً پامال کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا۔ سیاست، حکمت عملی، سفارت کاری اور اقتصادی روابط میں عدل و انصاف اور مساوات کی نہیں بلکہ صرف اپنے قومی مفادات کی پاسداری اور حکمرانی چلتی ہے۔ انسانی اقدار کو (جنہیں مسیحی اقدار کا نام دے کر کچھ کم فخر و مباہات کا اظہار نہیں جاتا) مغربی سیاست اور اقتصادیات کے دائروں کی طرف آنے اور ان میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس زمانہ کے دور جدید کا یہ سب سے زیادہ المناک تضاد ہے۔

جب تعریفوں کے پل باندھ کر مسیحیت کو متعارف کرانا ہوتا ہے تو اسے بڑے فخر سے دلکش مغربی تہذیب و ثقافت کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے اور اس طرح مشرقی دنیا کو تفکرات سے مبرا پر آزمائش اور آزاد زندگی کے سبز باغ دکھا کر ان کو دعوت دی جاتی ہے اور اس کا مشرق کے زوال پذیر معاشروں کے بالعموم غیر لچکدار قواعد و ضوابط سے مقابلہ کر کے مسیحیت کی برتری کے گیت گائے جاتے ہیں۔ تیسری دنیا کے نیم خواندہ عوام جو نام نہاد آزادی کے اس پیغام کی اصل حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں انہیں اس میں بڑی کشش محسوس ہوتی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ سمجھتے ہیں کہ عیسائیت کی شکل میں مذہب سے وابستگی بھی برقرار رہ سکتی ہے اور ترقی یافتہ دنیا کے ساتھ اپنائیت کا نفسیاتی فائدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسیحیت اس حربہ کے ذریعہ کچلے ہوئے طبقوں اور ظلم و دباؤ کا شکار اچھوت قسم کے لوگوں کو جو اپنے معاشروں کے انتہائی نچلے طبقوں میں شمار ہوتے ہیں بڑی تعداد میں اپنی طرف مائل کرنے اور انہیں اپنا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ مسیحی عقائد اور ان کی نامعقول پیچیدگیوں کو سمجھنا ایسے لوگوں کی استعداد سے بالا ہوتا ہے۔ مسیحیوں کا یہ حربہ انہیں ان کے سماجی مرتبہ کو

Teppich Reinigung
Dienstleistung
آپکا ٹیپش صاف
آپکا گھر صاف
Unser Angebot
Pro/M ~~10 DM~~
Und Yetzt, 5 DM
خشک ہونے کا وقت تقریباً ۲ گھنٹے
ہماری سروس فرینکفرٹ کے اردگرد پچیس (۲۵) کلومیٹر تک ہوگی۔
Tel/Fax no: 06045 8343
Fa A.M.M.

جب تک انسان موت کا احساس نہ کرے وہ نیکیوں کی طرف جھک نہیں سکتا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بلند کرنے کے خواب دکھاتا ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوتے۔

مندرجہ بالا تصریح سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ہم جس مسیحیت کی بات کر رہے ہیں وہ یسوع مسیح کی سکھائی ہوئی مسیحیت سے کس قدر مختلف ہے۔ مغربی ثقافت کو مسیحیت سمجھنا یا قرار دینا بالبداہت غلط ہے۔ مروجہ مسیحیت اور اس کے مختلف شعبوں کو مسیح کی طرف منسوب کرنا اس کی کھلی کھلی توہین کے مترادف ہے۔ یقیناً ہر قاعدہ قانون میں استثناء کی گنجائش ہوتی ہے۔ انسانوں کے کسی بڑے گروپ یا سوسائٹی پر کسی وضاحتی بیان کو اس کی پوری تفاصیل کے ساتھ چسپاں کرنا ممکن نہیں ہوا کرتا۔ بلاشبہ دنیائے عیسائیت میں زندگی اور امید کے حامل انفرادی نوعیت کے بعض چھوٹے چھوٹے جزیرے بھی ملتے ہیں جہاں مسیحیت محبت اور قربانی و ایثار کے اصولوں پر فی الحقیقت عمل کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ وہ ننھے منے جزیرے ہیں جن کے گرد بے دینی، بے عملی اور بد قماشی کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں اور وہ آہستہ آہستہ ان کے کناروں میں کٹاؤ ڈال ڈال کر انہیں اپنے اندر ہڑپ کرتے جا رہے ہیں۔ اگر دنیائے عیسائیت میں کہیں کہیں ایک دوسرے سے بہت دور فاصلہ پر واقع ہیروں جیسی چمک دکھانے والے یہ چھوٹے چھوٹے جزیرے بھی (جن میں مسیحیت پر اس کی اصل روح کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے) نہ ہوں تو مغرب کا افق مکمل تاریکی کی لپیٹ میں آ جائے۔ اس رہی سہی اور بچی کھچی مسیحیت کے بغیر مغربی تہذیب میں فی ذاتہ روشنی کی کوئی رمق بھی موجود نہیں ہے۔ لیکن افسوس! اب یہ مدھم روشنی بھی مدھم تر بلکہ معدوم ہوتی جا رہی ہے۔

دنیائے عیسائیت کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ مسیح کی اصل حقیقت کی طرف واپس لوٹے اور وہ اپنی بکھرنے اور تتر بتر ہونے والی شناخت اور باطنی منافقت سے پیچھا چھڑانے اور اس طرح روحانی طور پر شفایاب ہونے کی کوشش کرے۔ دیومالائی قصے کہانیوں اور ماورائی داستانوں کی خیالی دنیا میں زندگی بسر کرنا اور کرتے چلے جانا مہیب خطرات میں گھرتے چلے جانے کے مترادف ہے۔ ہماری اس کوشش اور کاوش کا مقصد یہی ہے کہ ہم دنیائے عیسائیت کو ان حقیقی خطرات سے آگاہ کریں جو عقیدے اور عمل کے مابین پائی جانے والی خلیج کے وسیع سے وسیع تر ہوتے چلے جانے کی وجہ سے مسلسل بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ دیومالائی کہانیاں اس وقت تک ہی حسین لگتی ہیں جب تک وہ معاشرے کے نچلے طبقوں کو مذہبی پیشوائیت کے نظام کے تابع رکھنے میں مد ثابت ہو رہی ہوتی ہیں۔ انہیں قابو میں رکھنے والا یہ نظام ان کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر انہیں سحر آفریں، سراسر غیر حقیقی روحانیت کے نشہ میں مدہوش بنائے رکھتا ہے۔ لیکن جب ناگزیر حالات کے پیش نظر یہ مرحلہ آتا کہ حقیقی عقائد روحانی مردوں کو زندہ کرنے میں پھر اہم کردار ادا کریں اور تیزی سے گرتی ہوئی اخلاقی اقدار کو پھر بحالی سے ہمکنار کریں تو پھر دیومالائی کہانیاں کسی کام نہیں آیا کرتیں۔ ان کی حیثیت خیالی پلاؤ یا سہانے سپنوں سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ایسے خیالی پلاؤ اور سہانے سپنے انسانی معاملات میں کبھی کوئی معنی خیز کردار ادا نہیں کر سکتے۔ بالآخر ایک وقت آتا ہے کہ جب ان سے جان چھڑائے بغیر چارہ نہیں رہتا۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ:۔ ہومیو پیتھی کلاس

کھانے کے بعد سفید دودھیا رنگ کا لیکوئڈ نکلتا ہے۔ عام طور پر جب معدہ خالی ہو جائے تو پھر صفراوی مادے نکلتے ہیں خالی ایسڈ نکلتا ہے لیکن سپیا میں جب کھانا ختم ہو جائے تو سفید دودھیا مادہ نکلتا ہے۔ اگر حمل میں یہ علامت ظاہر ہو تو سپیا اس کی مفید دوا ہے۔

اس کے لیکوریا میں دودھیا رنگ کا نشان پایا جاتا ہے۔ مونہہ کا مزا اور خوشبو کا احساس دونوں اس بیماری سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو بھوک بند ہو جاتی ہے مزا ختم ہو جاتا ہے مگر بعض دفعہ بھوک کے خلاف متلی والا رد عمل بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

سینگونیریا کا مزاج معدے کے تعلق میں نکس وامیکا سے بہت ملتا ہے۔ اور معدے میں اگر تیزابیت زیادہ ہو جائے اور پھر دمہ ہو تو نکس وامیکا کے علاوہ یہ بھی مفید دوا ہے۔ بعض دفعہ اس کی علامتیں نمایاں ہوتی ہیں۔ خاص طور پر چربی سے اگر معدہ الٹا ہو تو نکس وامیکا کی بجائے یہ سینگونیریا مفید ہے۔

معدے میں ہوا بہت ہوتی ہے۔ اس کے اسہال ایک دم آتے ہیں۔

سپیا کے ساتھ جس قسم کی عورت کی تصویر کھینچی گئی ہے وہ پتلی، کولہے تنگ اور اوپر تک فلیٹ۔ سپیا بنیادی طور پر جگر اور یوٹرس کی خرابیوں سے تعلق رکھنے والی دوا ہے۔ اور اس کی علامتیں جب کسی مریضہ میں نظر آئیں تو اس کی شکل ایسی نہ بھی ہو تو اسے سپیا دی جاسکتی ہے۔ بلکہ ایسی شکل کی مریضائیں بعض اوقات سپیا کی ہوتی نہیں۔ تو جسم کی علامتوں کو اتنی اہمیت نہ دیں جتنی اندرونی مزاجی علامتوں کو دیں۔ سپیا دراصل اپنے مزاج سے پہچانی جاتی ہے۔

اس میں طبعی جنسی رجحان مٹ جاتا ہے۔ بلکہ پیار اور محبت کا رجحان بھی۔ RINGWORMS اس میں پائے جاتے ہیں۔ ہرپیز کی دو قسمیں ہیں ایک جنسی امراض سے تعلق رکھنے والی ہے ایک عام ہے جو عام طور پر لوگوں کے اعصاب میں ملتی ہے۔ ہرپیز اس بیماری کو کہتے ہیں کہ جب جلد کے اوپر اعصاب کے رستوں پر چھالے سے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور انفلیمیشن ہو جاتی ہے۔ یہ دراصل جلدی بیماری نہیں ہے بلکہ اعصابی ہے اور بہت تکلیف دہ ہے۔ خاص طور پر اگر چہرے پر ہو تو اس میں خطرہ ہوتا ہے اگر آنکھ میں چلی جائے تو آنکھ ہمیشہ کے لئے اندھی ہو جاتی ہے دماغ پر حملہ ہو جائے تو مستقلاً دماغ پر سوزش کے اثرات لمبا عرصہ چلتے رہتے ہیں۔ اگر یہ نہ سنبھالی جائے تو مرگی بھی ہو سکتی ہے۔ ہرپیز کو فوری پہچاننا ضروری ہے۔ اور ہرپیز کا تفصیلی علاج ڈھونڈنا ذرا مشکل کام ہے۔ میں نے ایک فارمولا استعمال کیا ہے ہرپیز میں وہ اللہ کے فضل سے بہت ہی موثر ہے۔ چہرے وغیرہ کے اوپر ہو تو دیکھتے دیکھتے وہ اثر ختم ہو جاتا ہے۔ وہ ہے آرنیکا، آرسنک اور لیڈم۔ اور بعض دفعہ نیٹرم میور، لیڈم کی بجائے دینا پڑتا ہے۔ یہ کمبی نیشن بہت اچھا کام کرتا ہے۔

سکن ٹربل میں ہرپیز، رنگ ورم علامتوں سے پہچانی جائے تو ٹھیک ہے ورنہ محض نام کافی نہیں۔ کہنی میں جوڑوں میں ایگزیما پیدا ہو جائے تو اس میں سپیا بہت اچھی دوا ہے۔

وقفے کے بعد سر درد جس میں بائل BILE بہت ہو معدے میں۔ سپیا مفید ہے اس میں۔ پوری نیند کرنے سے پہلے اگر اٹھا دیا جائے تو اس سر درد میں سپیا مفید ہے۔ پوری نیند اگر سر درد میں مل جائے تو پوری طرح آرام آ جاتا ہے۔

السر وغیرہ ہر قسم کی بیماری یاد رکھیں اگر یہ دو بنیادی خرابیاں پائی جائیں جگر کی خرابی اور یوٹرس کی خرابی اور سپیا کا مزاج ہو۔ ہر قسم کی جلد کی تکلیف پائی جاتی ہے۔ جس میں سپیا کا مزاج ہو تو اس کو جتنی مرضی دوسری جلدی دوائیں دیں۔ اگر سپیا کا کیس ہو تو سپیا سے ہی ٹھیک ہوگا۔ سپیا کی بیماری صرف جلدی علامتوں سے نہیں پہچانی جائے گی کیونکہ وہ بہت دواؤں میں مشترک ہیں۔ لیکن ان کا ماحول اس کا پس منظر اس کا مزاج یہ اگر کسی مریض میں ہوگا تو آپ اس کو سپیا جلدی امراض کے لئے دے سکتے ہیں۔

اس کے بھی سلفر کی طرح کانوں میں کرانک ڈسچارجز زرد رنگ کی پیپ بدبودار۔ ناک میں پرانا نزلہ جو بیٹھ جائے۔ جس سے بجائے بھورے رنگ کے سبز رنگ کے چوہے نکلیں۔ وہ خاص علامت ہے سپیا کی۔

ہر قسم کا بریک ڈاؤن خواہ میوکس ممبرین کا ہو یا جلد کا ہو۔ اگر اصل پیچھے ذمہ دار جگر کی خرابی اور یوٹرس کی خرابی ہو اور مزاج سپیا کا ہو۔ ان تین شرطوں کے ساتھ یہ دوا ضرور کام کرتی ہے۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ اور چاہے۔

سپیا میں سٹول، قبض یا اسہال میں جیلی کی طرح کا مادہ ساتھ ہوتا ہے۔ وہ جو سفید رنگ کا مادہ ہے الٹی میں بھی پیچھے سے نکل آتا ہے۔ لیکوریا میں بھی داخل ہو جاتا ہے وہ کوئی خاص چیز ہے جس کی ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ انتڑیوں میں بھی اور سٹول میں بھی جیلی کی طرح کا مادہ پیدا کر دیتا ہے سخت سٹول میں بھی ہوتا ہے۔

اس میں بدبو بھی بہت ہے۔ ہیمورائیڈز کی تکلیف بہت پائی جاتی ہے۔ پیشاب میں خون آنا شروع ہو جاتا ہے۔

پلیسنٹا اگر اندر رہ جائے تو بہت گہری تکالیف وہتی ہیں بعض دفعہ موت بھی واقعہ ہو جاتی ہے۔ اس میں پلسٹیلا جہاں کام نہیں کرتی وہاں ایک سپیا ہے۔ پلسٹیلا اور سپیا اس وقت تک مفید ہیں جب تک خون کے اندر زہر نہ داخل ہوگیا ہو۔ خون میں زہر داخل ہو جائے تو سلفر اور پائیروجینم ضروری ہے بلا تاخیر دونوں ملا کر ۲۰۰ میں دینی چاہئیں۔

چھٹے اور ساتویں مہینے کی تکلیفوں میں سپیا حمل کے دوران زیادہ کام کرتی ہے۔

کینٹ نے کہا ہے کہ سپیا کا مزاج اچانک تعلقات ٹھنڈے پڑ جانا، مردوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ ان کے لئے بھی سپیا ہی دوا ہے۔

مینسز وغیرہ چھوٹی عمر کی بچیوں میں بند ہو جائے یا دودھ پلاتے وقت عورتوں کے مینسز بند ہو جائیں اس صورت میں سپیا مفید ہے۔

کیلکیریا اور اس میں ایک فرق ہے۔ کلکیریا میں سردی لگ جائے چھوٹی عمر میں TEENAGE میں مینسز ہوں اور سردی لگ جائے اور اس میں اس وقت کی بھی تکلیف ہے اور دودھ پلانے کے وقت کی بھی۔ لیکن دودھ پلانے میں کلکیریا اور سپیا کا یہ فرق ہے کہ سپیا میں دودھ پلائے تو مینسز بند ہو جاتے ہیں اور کلکیریا میں جاری ہو جاتے ہیں۔ عام طور پر بند ہیں۔ دودھ پلائے گی تو مینسز جاری ہو جائیں گے۔

ٹانگوں میں ہر جگہ رومیٹک دردیں عام ہیں۔ میوریکس میں اور اس میں بعض علامتیں ملتی ہیں۔ یہ جو مینسز وغیرہ کی علامتیں ہیں یہ میوریکس سے ملتی ہیں لیکن بنیادی فرق جو بہت ہی نمایاں اور تمیز کرنے والا ہے وہ تعلقات کا انداز ہے۔ تعلقات کے انداز میوریکس میں بہت بڑھ جاتے ہیں اور خواہشیں بڑھ جاتی ہیں اور سپیا میں مر جاتی ہیں۔

ایکسرسائز اگر درمیانی کی جائے تو سپیا میں تکلیف بڑھتی ہے۔ اگر بہت زیادہ ایکسرسائز کریں تو اس کو کافی آرام ملتا ہے۔ ہاتھ پاؤں کا سونا وغیرہ اس کا ملیریا میں بھی استعمال ہوتا ہے مگر اس ملیریا میں جس میں CHAOS ہو انتشار ہو اور کوئی ترتیب نہ ہو۔ آرڈرلی ملیریا میں نیٹرم میور نمایاں ہے۔ لیکن جس ملیریا کا سر نہ پیر کبھی چڑھا کبھی اترا اس میں سپیا آرڈر پیدا کر دیتی ہے اور پھر آپ اصل دوا کو پہچان سکتے ہیں۔ یا بعض اوقات سپیا ہی علاج کا موجب بن جاتی ہے۔

تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کی گزشتہ اشاعت میں صفحہ اول پر حضور انور کے بلجیم میں ورود پر رپورٹ میں لائن نمبر ۱۱ میں لفظ "امی" کی بجائے "امتی" شائع ہوگیا ہے۔ اصل فقرہ یوں ہوگا "وہ نبی جو اس سارے نظام کا شہنشاہ ہے وہ خود امی ہے یعنی وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا امیوں میں سے ہی ایک امی کو چنا گیا۔" (ادارہ)

تقریب آمین

لندن (۱۱ مئی) مسجد فضل لندن میں بعد نماز عصر حسب ذیل تین بچوں کی تقریب آمین ہوئی جس میں حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت ان سے قرآن مجید کی آخری تین سورتیں پڑھوا کر سنیں اور پھر ختم قرآن کی دعا دہرائی۔

۱۔ عمر احمد گورایہ ابن داؤد احمد گورایہ ایسٹ لندن۔
۲۔ عماد احمد ابن نسیم احمد خان صاحب ساؤتھ آل۔
۳۔ زین احمد ابن نسیم احمد خان صاحب ساؤتھ آل۔

اللہ تعالیٰ یہ تقریب مبارک فرمائے۔

زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے

تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔ بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا اور ہر ایک جو اس کے نام کے لئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خطبہ جمعہ

اللہ کی یہ تقدیر خوب کھل کر ظاہر ہوگئی ہے کہ آج دنیا کی تقدیر جماعت احمدیہ سے وابستہ ہوچکی ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۶ء مطابق ۱۹ شہادت ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ (سورۃ الجاثیہ: ۲۳)

گزشتہ خطبہ جمعہ پہ میں نے اسی آیت کی تلاوت کے بعد چند ایسی انسانی غفلتوں کی طرف اشارہ کیا تھا جو اس کی ذات کے اندھیرے ہیں۔ وہ غفلتیں جو انسان کی ذات پر اندھیرے بن کے چھا جاتے ہیں اور اسے حصول مقصد سے بے خبر رکھتے ہیں اس کی پہچان سے ہی ناآشنا رکھتے ہیں وہ سب سے خطرناک اندھیرے ہیں جن سے آگے پھر ہر قسم کے گناہ پھوٹتے ہیں۔ اور قرآن کریم نے ایک بڑی ترتیب کے ساتھ اور ایک تدریج کے ساتھ اول معمولی ابتدائی حالتوں کا ذکر فرمایا پھر ان سے پھوٹنے والی زیادہ سخت اور زیادہ خطرناک حالتوں کا ذکر فرمایا پھر آخری نتیجہ نکالا کہ اگر یہ مضمون اسی طرح تدریجاً بڑھتا رہے تو اس کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے ایک روئیدگی شروع میں تو نظر کو بھلی لگتی ہے سرسبز و شاداب کونپلیں جب پھوٹ رہی ہوتی ہیں تو انسان کی نظر کو بہت پیاری لگتی ہیں اور ان کے حسن سے استفادہ ایک معصوم سی چیز دکھائی دیتی ہے لیکن پھر وہی کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور خوب تموج اختیار کرتی ہے، ہواؤں کے ساتھ ناچتی ہے، رقص کرتی ہے اور اور بھی اس کے بونے والوں کے دل کو خوش کر دیتی ہے لیکن انجام کار پھر اس پر ایک ایسا دور آتا ہے کہ وہ زرد رو ہونے لگتی ہے اور خشک ہو کر ایسے چورے کی طرح جو پاؤں تلے روندا جاتا ہے اس حالت میں وہ اپنے انجام کو پہنچتی ہے۔ یہ وہ مثال ہے جس کے متعلق میں اس آیت کے پہلے حصے کے مختلف امور پر یا مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے بعد پھر متوجہ ہوں گا۔

میں ذکر کر رہا تھا کہ اول ہے لعب اور لھو، اسی سے ہر قسم کی دنیاداری کا آغاز ہوتا ہے۔ کھیل کود تماشہ ایک معصوم سی چیز دکھائی دیتی ہے انسانی فطرت کے ساتھ اس کا ایک گہرا تعلق ہے بچے بھی اپنا دل کھیل کود ہی میں بہلاتے ہیں۔ لیکن جوں جوں جوانی کے ساتھ ساتھ کھیل کود انسانی مزاج پر غلبہ پانے لگتے ہیں تو ان کے اندر گناہوں کی آمیزش ہونے لگتی ہے۔ کھیل کود کا انسانی مزاج پر غلبہ اس کو اعلیٰ مقاصد سے غافل کرتا چلا جاتا ہے اور توجہات کو تمام تر اپنی طرف کھینچنے لگتا ہے یہاں تک کہ وہی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے جو زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ اس پہلو سے میں نے متوجہ کیا تھا کہ اپنے بچوں کو بھی اس پہلو سے بروقت متنبہ کرتے رہا کریں۔ جہاں ان کی دلچسپیاں کھیل کود میں اتنی بڑھ جائیں کہ ان کی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی راہ میں حائل ہونے لگیں، جہاں پڑھائی اور تعلیم ثانوی ہو جائے اور زندگی کے دنیا کے تماشے جو ہیں یہ بنیادی اور اصل مقصد بن جائیں ایسے بچے ایسی جوان نسل میں تبدیل ہو جاتے ہیں جو ہمیشہ کے لئے اپنی منزل کھو دیتی ہے اور غلط سمت میں روانہ ہو جاتی ہے۔ یہ اگلا قدم جو تھا اس کے متعلق میں نے گذشتہ خطبے میں روشنی ڈالی یہ پھر زینت اور تفاخر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

دیکھیں لھو اور لعب کا اپنی ذات سے تعلق ہے۔ ایک انسان کسی چیز کو پسند کرے اس میں کھویا جائے کوئی بیٹھا اپنا ٹیلی ویژن دیکھ رہا ہے تو کسی کا کیا لیتا ہے۔ اس کا کسی اور کے ساتھ کوئی تصادم نہیں، کوئی ٹکراؤ نہیں، کوئی مقابلہ نہیں۔ ایک انسان جو ان باتوں میں مثلاً میوزک ہے اس میں بھی مگن رہتا ہے تو وہ کہتا ہے تمہیں اس سے کیا میں اپنا وقت خرچ کر رہا ہوں اپنا پیسہ لگا رہا ہوں اور اگر شور پڑتا ہے تو اپنے کان میں وہ ٹوٹیاں دے دیتے ہیں اور جہازوں میں بھی۔ بجائے اس کے کہ ان پر یہ اعتراض ہو تم نے سب کا امن برباد کر رکھا ہے شور ڈالا ہوا ہے وہ آرام سے اپنی ٹوٹی اپنے کان میں لگالیتے ہیں اور جہاز والوں نے بھی اب سب کو ٹوٹیاں مہیا کردی ہیں۔ ٹیلیویژن دیکھنا ہے، میوزک سننی ہے اپنی مرضی کے پروگرام دیکھو لیکن ساتھ والوں کو نقصان نہ پہنچے۔ پس لھو اور لعب کا جو آغاز ہے وہ نفسانی، ذاتی خواہشوں سے تعلق رکھتا ہے اور دوسروں سے متصادم نہیں ہے پھر یہ چیز پھوٹ کر باہر نکلتی ہے اور زینت اور تفاخر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

زینت کا اختیار کرنا یہ بھی ہر انسان کی فطرت میں ہے لیکن جب وہ زینت دکھاوا بن جائے تو پھر تفاخر کے رنگ میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔ ہر وہ نعمت جو خدا تعالیٰ نے ایسے انسانوں کو دی ہے وہ خدا کا شکر کرنے کی بجائے انہیں اپنا فخر دوسروں پر ظاہر کرنے پر آمادہ کرتی ہے اور خدا کے سامنے سر جھکانے کی بجائے وہ لوگ لوگوں کے سامنے سر اٹھانے لگتے ہیں تو یہ تفاخر ہے۔ یعنی جس ذات نے دی تھیں، جو نعمتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے میسر آئیں بجائے اس کے کہ ان نعمتوں کے شکر پر سر اس کے حضور جھکتا چلا جائے اس کے عاجز اور کمزور بندوں کے مقابل پر اٹھتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ تفاخر جو ہے یہ ہمیشہ نچلوں پر ہے۔ یہ لفظ تفاخر میں ایک داخل بات ہے جو اپنے سے بڑے ہوں ان کے سامنے کوئی تفاخر کیسے کر سکتا ہے ان کی مجلس سے تو دور رہے گا تاکہ ان کے سامنے سبکی نہ ہو۔ جو غریب لوگ، نسبتاً کمزور لوگ ہیں ان کے سامنے دکھاوے ہوتے ہیں یا برادری کے لئے بھی دکھاوے ہوں تو جب تک ان سے زیادہ خرچ کرکے ان سے زیادہ دکھاوا نہ ہو اس وقت تک ان کا سر اونچا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اپنا جھوٹا سر اونچا کرنے کی خاطر وہ اپنی آئندہ اولادوں کے سر ہمیشہ کے لئے نیچے کر دیتے ہیں۔ قرضوں میں جکڑے جاتے ہیں، جائیدادیں بک جاتی ہیں۔ بجائے اس کے کہ دنیا ان کی تعریف کرے کہ واہ واہ انہوں نے خوب کیا چند دن کی اس تعریف کے بعد پھر لعنتیں پڑنے لگتی ہیں کہ اس نے تو جو کچھ ورثے میں پایا تھا وہ بھی گنوا دیا کچھ بھی باقی نہ رکھا تو یہ بھی ایک اندھیرے کی بڑی خوفناک قسم ہے مگر جب یہ آگے بڑھتی ہے تو سب سے زیادہ خطرناک اور سب سے زیادہ آخری شکل جو اس کی بنتی ہے وہ ہے **"تکاثر فی الاموال والاولاد"**۔

اب تدریج دیکھیں کیسی عمدہ اور متناسب تدریج ہے۔ ایک نفس کے اندھیرے نے نفس کو ایک سایہ مہیا کیا اور اس سائے تلے نفس نے آرام پایا لیکن جب وہ گہرا ہوگیا تو رستہ دیکھنے کی صلاحیت سے بھی اس کو عاری کردیا۔ پھر وہی چیز آگے بڑھی تو اپنی نعمتوں کو دکھانے پر منتج ہوگئی اور اکیلا اپنی ذات میں انسان سکون پا ہی نہیں سکتا پھر۔ جب تک دوسروں کے اوپر وہ فخر نہ کرلے جب تک دوسروں سے زیادہ اپنے آپ کو دکھا نہ لے اس وقت تک اس کے نفس کو تسکین نہیں ہوسکتی۔ اب یہ SOCIAL EVIL میں تبدیل ہوگئی ہے۔ جو پہلے ذاتی نقص تھا اب یہ تمدنی اور سوشل نقص میں تبدیل ہوگیا اور اگلی جو دو باتیں ایک بریکٹ میں بیان فرمائی گئی ہیں ان کا تعلق انسانی اقتصادیات اور سیاست سے ہے۔ **"تکاثر فی الاموال والاولاد"** کا تعلق انسانی اقتصادیات سے ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ایسا رابطہ رکھتی ہیں کہ گویا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے، ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ جوڑے بھی خوب بنائے ہیں ایسے جن کو ایک دوسرے سے الگ کیا جا ہی نہیں سکتا۔ جب سیاست انسانی دماغ پر قابض ہو جائے، جب قوموں کے اجتماعی دماغ پر قبضہ کرلے تو یہ سیاست محض اپنے رعب کو دنیا پر قائم کرنے کے لئے نہیں، اپنی بڑائی کو قانونی طور پر اپنے اہل وطن پر مسلط کرنے کے لئے نہیں بلکہ ہر قسم کی دولت کمانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اور یہی سیاست جب بین الاقوامی سطح پر سر اٹھاتی ہے تو اس کے ساتھ دولت کا کمانا ایک لازمی جزو ہے اس کو الگ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ انگریزوں سے یعنی انگریزی حکومت سے آزادی کا گر ان لوگوں کو کسی کو بھی علم نہیں جو بڑی بری باتیں کرتے ہیں اور انگریزوں کے خلاف نفرت کی تعلیم دیتے ہیں کوئی ہتھیاروں کے ساتھ انگریزوں کے خلاف بغاوت کی تعلیم دیتے ہیں کوئی عدم تعاون کے ساتھ جیسے گاندھی جی کی تحریک تھی ان کو اپنے ملک چھوڑنے پر مجبور کرنے کی تحریک کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک ہی طریق ہے کوئی دنیا کی قوم اپنی سیاست کو دوسری قوم پر غالب کرکے محض یہ لطف نہیں لیا کرتی کہ ہم حاکم ہیں جب تک اس کے نتیجے میں اس ملک کی دولت ان کے ملک میں منتقل نہ ہو۔ اگر کسی ملک کی دولت کسی ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہونا بند کردے تو کوئی پاگل نہیں ہے کہ وہاں جاکر کوئی سیاسی نظام اپنا جاری کرے اور محض اس وجہ سے کہ ہماری سلطنت بڑی ہوگئی ہے سیاسی غلبے کو جاری رکھنے کی

فطرت اجازت ہی نہیں دیتی کیونکہ کچھ دیر کے بعد یہ مصیبت بن جاتی ہے۔ نظم و ضبط قائم رکھنا، اپنے خرچ پر قائم رکھنا، کسی اور جگہ جاکر ایسی قوم پر اپنی حکومت جتانا جس قوم کو تمہاری حکومت پسند نہیں ہے اور نتیجۃً مالی لحاظ سے کوئی بھی فائدہ نہیں۔ کبھی بھی دنیا میں ایسی سیاست زیادہ دیر چل نہیں سکتی قومیں خود ہی اپنا بوریا بستر لپیٹتی ہیں اور ایسے ملکوں کو چھوڑ دیتی ہیں۔

پس حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا اور کئی دفعہ جو نجی مجالس میں بھی آپؓ ان باتوں کا ذکر چھیڑا کرتے تھے تو اس میں بھی یہ باتیں آتی رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اصل نجات کا راز تحریک جدید کی اس سکیم میں ہے جس کے انیس نکات ہیں۔ وہ تحریک جدید کی سکیم ایسی ہے کہ اگر کسی قوم میں رائج ہو جائے تو دنیا کی کوئی قوم بھی وہاں سے مالی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ جو قوم اپنی زندگی کے رہن سہن کو سادہ اور غریبانہ بنالے، جس کو نہ بدیشی کپڑوں میں دلچسپی رہے، نہ بدیشی زیورات میں دلچسپی رہے، نہ بدیشی کھانوں میں دلچسپی رہے، جن کو روزمرہ کی ساگ اور روٹی گھر میں میسر آجائے اسی پہ راضی رہیں، جو اپنا کپڑا کاتیں اور اسی کھدر پہ راضی رہیں۔ جن کو دکھاوے کے لئے کسی سے قرض لینے کی ضرورت نہیں کسی بینک کا محتاج ہونے کی ضرورت نہیں وہاں کا بینکنگ نظام بھی زیادہ دیر نہیں چل سکتا یعنی ان کے خون نہیں چوس سکتا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایسی قوم ہی ہے جو درحقیقت دنیا میں آزادی کے سانس لے سکتی ہے اور غیروں کو اس میں دخل دینے کا کوئی موقع ہی میسر نہیں آسکتا۔

لھو و لعب جب زینت اور تفاخر میں بدلتے ہیں تو انسان ضرور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے

آپ نے فرمایا کہ جرم بھی ان چیزوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ جتنے جرائم ہیں وہ اخلاقی کمزوریوں سے وابستہ ہیں اور جس قوم کی اخلاقی حالت درست ہو جائے جرائم اس کو اس طرح چھوڑ کر چلے جاتے ہیں جیسے صحت مند بدن کو جراثیم چھوڑ دیتے ہیں۔ موجود ہیں فضا میں وہی سانس ہم سب لے رہے ہیں جو بیمار لوگ بھی لیتے ہیں مگر جراثیم سانس سے اندر جاتے ہیں اور باہر نکل آتے ہیں ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے اس بدن میں جو صحت مند ہو۔ ہاں جہاں بیماری کے آثار دیکھیں گے وہاں ان کے اڈے بنیں گے وہاں ان کا FOOT HOLD یعنی قدم جمانے کی جگہ بن جاتی ہے اور پھر آگے وہاں سے وہ باقی علاقوں کی فتوحات کے انتظام کرتے ہیں۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے بڑی گہری فراست کے ساتھ تحریک جدید کو جاری فرمایا تھا تاکہ جماعت کے اندر جو لھو و لعب کی دلچسپیاں ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر ایک دوسرے پر تفاخر ہے ان سے آزادی ملے تو ان قوموں کو جماعت پر حکومت کرنے کا شوق ہی باقی نہیں رہے گا، مصیبت لگے گی ایسی جماعت پر حکومت کرنا جن قوموں کا مقصد "**تکاثر فی الاموال والاولاد**" ہے۔ اور سیاست کا اس سے اعلیٰ نچوڑ دو لفظوں میں بیان ہو ہی نہیں سکتا اموال کی کثرت اور اولاد کی کثرت۔

یہاں قرآن کریم کا محاورہ اولاد محض بچوں کے زیادہ پیدا کرنے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ قرآن کریم نے خوب اس مضمون کو کھولا ہے، بار بار کھولا ہے کہ وہ قومیں جو دوسری قوموں پر غلبہ حاصل کرنا چاہتی ہیں ان کو عددی قوت میں دلچسپی ہوتی ہے اور اولاد یہاں بمعنیٰ عددی قوت ہے یعنی جسمانی غلبہ جو فوجی غلبہ بھی کہلا سکتا ہے۔ بہرحال ایک قوم کو دوسرے پر جو فوجی یا عددی برتری حاصل ہو قرآن کریم نے ایسی قوموں کے حوالے کے ساتھ جن کا ذکر قرآن کریم میں تاریخی طور پر ملتا ہے ہمیشہ ان کی اموال کی کثرت اور اولاد کی کثرت کے طور پر اسے پیش فرمایا ہے۔ پس یہ آیت قرآنی محاورہ ہے اور قرآنی محاورے کی مدد ہی سے اس کو حل کیا جاسکتا ہے جو دوسری جگہ کثرت سے کھلے کھلے طریق پہ استعمال فرمایا گیا ہے۔

تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ لھو و لعب جب زینت اور تفاخر میں بدلتے ہیں تو انسان ضرور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اس کی غلامی کا یہ پہلا قدم ہے۔ پہلا اندھیرا جو اس کی ذات پر چھا جاتا ہے اور اس سے دیکھنے کی صلاحیت چھین لیتا ہے۔ ایسے لوگ جب مجبور ہوتے ہیں تو قرض اٹھاتے ہیں جو جانتے ہیں کہ واپس نہیں کر سکتے۔ وہ ایسی تجارتوں کی سکیمیں بناتے ہیں جن میں ہوتا کچھ بھی نہیں ہے اور لوگوں کو دھوکے دے کے انکے پیسے کھا جاتے ہیں کیوں کہ کسی طرح سے اب نفس کی اس حرص کو پورا کرنا ہے۔ اور دوسری شکل اس کی بنتی ہے وہ ہوشیار لوگ جن کو کمانا آتا ہے اور کمانے کے بعد وہ اعلیٰ مقاصد پر خرچ کرنے کی بجائے پیسہ اکٹھا کرتے ہیں اور محض دولت میں کسی دوسرے پر فوقیت لے جانا ان کے لئے ایک روحانی یا جو بھی اس کا نام رکھیں ایک قلبی تسکین کا ذریعہ بنتی ہے۔ لیکن یہ قلبی تسکین کا ذریعہ درحقیقت ان کے لئے دھوکہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ جب تک ایک شخص کا پیسہ دوسرے کے مقابل پر بڑھتا رہے اس کو یہ معلوم ہو کہ اب میں ایک ملین سے دو ملین میں داخل ہوگیا MILLIONAIRE کے دائرے سے BILLIONAIRE میں داخل ہوگیا تو دائرے جب تک وسیع ہوتے چلے جاتے ہیں کسی حد تک سکون ملتا ہے۔ لیکن جونہی یہ دائرہ اپنی حد استطاعت پر پہنچ کر ٹھہر جاتا ہے وہاں وہ نفس کی بےقراری، مزید کی طلب، سینے کی آگ کہ میں اور کیا کروں، کس طرح بڑھاؤں اور بڑھانے کی بجائے جب وہ چیز گھٹنی شروع ہو جاتی ہے تو اس کی بالکل وہی مثال ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا "**فتراہ مصفراً ثم یکون حطاماً**"۔ وہ چیز جو اس کے سامنے نشو و نما پاتے ہوئے بڑی ہوئی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی اور یوں معلوم ہوا جیسے اب اس کو پھل لگنے کے وقت آگئے ہیں تو پھل کچھ بھی نہیں لگتا۔ یہ جو حرص ہے یہ اور بڑھ جاتی ہے۔ طلب کی کوئی حد نہیں ہے اور بالآخر ایسے انسان ہمیشہ محروم دنیا سے جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھ آتی کہ ہم کیا کریں۔ کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو اپنی دولت کو پھر سیاست پر استعمال کرتے ہیں اور "**تکاثر فی الاموال والاولاد**" کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہاں جاکر یہ دونوں مجرم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر پھر آگے بڑھنا شروع کرتے ہیں۔ یہ جو گٹھ جوڑ ہے سیاست اور دولت کا آج کی دنیا میں تمام ملک جن سے امن اٹھ چکا ہے ان کا آخری نقطہ یہی ہے کہ وہاں دولت نے سیاست سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ یا دولت سیاست کو غلام بنائے ہوئے ہے یا سیاست دولت پر غالب آگئی ہے اور دولت کھینچنے کا ذریعہ بنا کر حکومت ہو رہی ہے۔ جن جن ممالک میں یہ بات ہوئی پھر ان کے سنبھلنے کا بعد میں کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ ہر قسم کی کرپشن، بددیانتیاں اور جرائم پھر بڑی سطح پر وہاں پرورش پاتے ہیں۔

اور بدقسمتی ہے اب مغربی دنیا میں جہاں سیاست نسبتاً زیادہ صاف اور پاک تھی، ابھی بھی ہے نسبتاً دولت کی آمیزش کے نتیجے میں گندی ہو رہی ہے۔ دن بدن یہ رجحان بڑھ رہا ہے کہ سیاست کو دولت کمانے کا ذریعہ کیسے بنایا جائے اور باوجود اس کے کہ یہ لوگ پکڑے بھی جاتے ہیں، عوام کے سامنے ان کو ذلیل اور رسوا بھی کیا جاتا ہے مگر جس نہج پر ایک دفعہ قوم کا مزاج چل پڑے پھر رک نہیں سکتا۔ پس تکاثر ایک بیماری ہے یعنی پیسہ بڑھانا ایسی بیماری ہے جو از خود اپنے آپ سے ضرب کھاتی رہتی ہے، سیاسی طاقت بڑھانا ایک ایسی بیماری ہے جو از خود اپنے آپ سے ضرب کھاتی رہتی ہے۔ پس تکاثر سے بہتر اسے پیش نہیں کیا جاسکتا تھا اور قرآن کریم نے تکاثر کے مضمون کو اور جگہ بھی خوب عمدگی سے کھولا ہے اور بعض اور مثالوں کے ساتھ بھی اسے واضح فرمایا ہے اور اس انجام کو ہمارے سامنے ننگا کرکے دکھا دیا ہے۔

فرماتا ہے "**الھٰکم التکاثر۔ حتی زرتم المقابر۔**" (سورۃ التکاثر:۲،۳)۔ کہ اے انسان تجھے تو ایک دوسرے سے بڑھنے، یہاں "**تکاثر فی الاموال**" نہیں فرمایا۔ تکاثر اے انسان تجھے بڑھتے چلے جانے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے یعنی اموال میں اور طاقت میں سبقت لے جانے نے بالکل اندھا کردیا ہے۔ "الھٰی" معنے غافل کردیا یا ہلاک کردیا دونوں معنے اس مضمون میں یہاں پائے جاتے ہیں "**الھٰکم التکاثر۔**" ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جنون تم پر سوار ہوچکا ہے اس نے تمہیں اپنے مفادات سے، اپنے مقاصد سے بالکل غافل کردیا ہے اور ہلاک کر دیا ہے "**حتی زرتم المقابر۔**" یہاں تک کہ تم قبروں کی زیارت کرنے لگے۔

اب جو قبروں کی زیارت کرنا ہے یہ بھی بہت ہی دلچسپ محاورہ ہے اس میں دونوں معنے بیک وقت پائے جاتے ہیں یعنی کم سے کم دو معنے بیک وقت پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم اپنے اموال اور اولاد، اپنی طاقت، سیاست اور اپنی اقتصادیات کو ترقی دینے کی خاطر اتنے گر چکے ہو کہ قبروں سے بھی مانگنا پڑے تو نہیں رکو گے اور قبروں سے بھی مانگو گے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ان معنوں میں بعینہٖ یہی صورتحال تیسری دنیا پر مسلط ہوچکی ہے۔ مذہب چاہے اسلام ہو یا ہندو ہو یا جو مذہب کا نام رکھ لیں۔ ان میں بعضوں میں عقیدۃً، بعضوں میں توہمات کے رنگ میں مردہ پرستی شروع ہوچکی ہے، مردوں سے مانگنے کا رجحان ہے۔ اور یہ جو مردہ پرستی ہے اس نے جاپان کو بھی خالی نہیں چھوڑا اور کوریا کو بھی اور چین کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ آباؤ اجداد کی روحوں کے سامنے سر جھکانا اور ان سے امیدیں وابستہ کرنا اب یہ روزمرہ کا بڑھتا ہوا فیشن ہے۔ اور ہمارے ملک میں آپ دیکھیں داتا کے دربار پہ پہنچ جاتے ہیں۔ جن کو اپنے گھروں میں خدا کے حضور سر ٹیکنے کا موقع نہیں ملتا، جو راتوں کو اٹھ کے اس کے حضور سجدہ ریز ہونا جانتے ہی نہیں، وہ دن کی روشنی میں لوگوں کے سامنے داتا کے دربار پہنچتے ہیں اور دو مقاصد اپنی طرف سے حاصل کرتے ہیں۔ اول اپنے لئے اموال ان سے طلب کرتے ہیں دوئم اپنے لئے اولاد ان سے طلب کرتے ہیں۔ اپنی سیاست ان سے مانگتے ہیں اور اس دکھاوے کے ذریعے کہ ہم نے داتا کے دربار پر چادر چڑھائی ہے عوام سے بھی اپنی ہردلعزیزی کی بھیک مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تم نے ہم میں اور کچھ نہیں دیکھا مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی اور یوں معلوم ہوا جیسے اب اس کو پھل لگنے کے وقت آگئے ہیں تو

پھل کچھ بھی نہیں لگتا۔ یہ جو حرص ہے یہ اور بڑھ جاتی ہے۔ طلب کی کوئی حد نہیں ہے اور بالآخر ایسے انسان ہمیشہ محروم دنیا سے جاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھ آتی کہ ہم کیا کریں۔ کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو اپنی دولت کو پھر سیاست پر استعمال کرتے ہیں اور "**تکاثر فی الاموال والاولاد**" کے لئے استعمال کرتے ہیں اور یہاں جاکر یہ دونوں مجرم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر پھر آگے بڑھنا شروع کرتے ہیں۔ یہ جو گٹھ جوڑ ہے سیاست اور دولت کا آج کی دنیا میں تمام ملک جن سے امن اٹھ چکا ہے ان کا آخری نقطہ یہی ہے کہ وہاں دولت نے سیاست سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ یا دولت سیاست کو غلام بنائے ہوئے ہے یا سیاست دولت پر غالب آگئی ہے اور دولت کھینچنے کا ذریعہ بنا کر حکومت ہو رہی ہے۔ جن جن ممالک میں یہ بات ہوئی پھر ان کے سنبھلنے کا بعد میں کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ ہر قسم کی کرپشن، بددیانتیاں اور جرائم پھر بڑی سطح پر وہاں پرورش پاتے ہیں۔

اور بدقسمتی ہے اب مغربی دنیا میں جہاں سیاست نسبتاً زیادہ صاف اور پاک تھی، ابھی بھی ہے نسبتاً دولت کی آمیزش کے نتیجے میں گندی ہو رہی ہے۔ دن بدن یہ رجحان بڑھ رہا ہے کہ سیاست کو دولت کمانے

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 0181-553 3611

کا ذریعہ کیسے بنایا جائے اور باوجود اس کے کہ یہ لوگ پکڑے بھی جاتے ہیں، عوام کے سامنے ان کو ذلیل اور رسوا بھی کیا جاتا ہے مگر جس نہج پر ایک دفعہ قوم کا مزاج چل پڑے پھر رک نہیں سکتا۔ پس تکاثر ایک بیماری ہے یعنی پیسہ بڑھانا ایسی بیماری ہے جو از خود اپنے آپ سے ضرب کھاتی رہتی ہے، سیاسی طاقت بڑھانا ایک ایسی بیماری ہے جو از خود اپنے آپ سے ضرب کھاتی رہتی ہے۔ پس تکاثر سے بہتر اسے پیش نہیں کیا جاسکتا تھا اور قرآن کریم نے تکاثر کے مضمون کو اور جگہ بھی خوب عمدگی سے کھولا ہے اور بعض اور مثالوں کے ساتھ بھی اسے واضح فرمایا ہے اور اس انجام کو ہمارے سامنے ننگا کر کے دکھا دیا ہے۔

فرماتا ہے "الھٰکم التکاثر۔ حتی زرتم المقابر۔" (سورۃ التکاثر:۲،۳)۔ کہ اے انسان تجھے تو ایک دوسرے سے بڑھنے، یہاں "تکاثر فی الاموال" نہیں فرمایا۔ تکاثر اے انسان تجھے بڑھتے چلے جانے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے یعنی اموال میں اور طاقت میں سبقت لے جانے نے بالکل اندھا کردیا ہے۔ "الھٰی" معنے غافل کردیا یا ہلاک کردیا دونوں معنے اس مضمون میں یہاں پائے جاتے ہیں "الھٰکم التکاثر۔" ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جنون تم پر سوار ہوچکا ہے اس نے تمہیں اپنے مفادات سے، اپنے مقاصد سے بالکل غافل کردیا ہے اور ہلاک کر دیا ہے "حتی زرتم المقابر۔" یہاں تک کہ تم قبروں کی زیارت کرنے لگے۔

جتنے جرائم ہیں وہ اخلاقی کمزوریوں سے وابستہ ہیں۔

اب جو قبروں کی زیارت کرنا ہے یہ بھی بہت ہی دلچسپ محاورہ ہے اس میں دونوں معنے بیک وقت پائے جاتے ہیں یعنی کم سے کم دو معنے بیک وقت پائے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم اپنے اموال اور اولاد، اپنی طاقت، سیاست اور اپنی اقتصادیات کو ترقی دینے کی خاطر اتنے گرچکے ہو کہ قبروں سے بھی مانگنا پڑے تو نہیں رکو گے اور قبروں سے بھی مانگو گے۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ان معنوں میں بعینہ یہی صورتحال تیسری دنیا پر مسلط ہوچکی ہے۔ مذہب چاہے اسلام ہو یا ہندو ہو یا جو مذہب کا نام رکھ لیں۔ ان میں بعضوں میں عقیدۃً، بعضوں میں توہمات کے رنگ میں مردہ پرستی شروع ہوچکی ہے، مردوں سے مانگنے کا رحجان ہے۔ اور یہ جو مردہ پرستی ہے اس نے جاپان کو بھی خالی نہیں چھوڑا اور کوریا کو بھی اور چین کو بھی خالی نہیں چھوڑا۔ آباؤ اجداد کی روحوں کے سامنے سر جھکانا اور ان سے امیدیں وابستہ کرنا اب یہ روزمرہ کا بڑھتا ہوا فیشن ہے۔ اور ہمارے ملک میں آپ دیکھیں داتا کے دربار پہ پہنچ جاتے ہیں۔ جن کو اپنے گھروں میں خدا کے حضور سر ٹیکنے کا موقع نہیں ملتا، جو راتوں کو اٹھ کے اس کے حضور سجدہ ریز ہونا جانتے ہی نہیں، وہ دن کی روشنی میں لوگوں کے سامنے داتا کے دربار پہنچتے ہیں اور دو مقاصد اپنی طرف سے حاصل کرتے ہیں۔ اول اپنے لئے اموال ان سے طلب کرتے ہیں دوئم اپنے لئے اولاد ان سے طلب کرتے ہیں۔ اپنی سیاست ان سے مانگتے ہیں اور اس دکھاوے کے ذریعے کہ ہم نے داتا کے دربار پر چادر چڑھائی ہے عوام سے بھی اپنی ہر دلعزیزی کی بھیک مانگتے ہیں۔ کہتے ہیں اگر تم نے ہم میں اور کچھ نہیں دیکھا تو یہ تو دیکھو کہ وہ مردے جن سے تم مانگتے ہو ہم بھی انہی سے مانگ رہے ہیں اور اتنا احترام ہے تمہارے مذہبی جذبات کا ہمیں کہ آگے پیچھے کبھی توفیق ملے نہ ملے مگر اب ہم جب کہ حکومت پر قابض ہوگئے ہیں یا ہونے والے ہیں۔ تو دیکھو حضرت داتا کے دربار پر جاکر ان کے سامنے ماتھے ٹیک رہے ہیں ان پر چادریں چڑھا رہے ہیں تو بھیک ہے، سوائے خدا کے ہر طرف بھیک ہی بھیک۔ دائیں طرف بھی بھیک بائیں طرف بھی بھیک عوام سے بھی بھیک بڑے لوگوں سے بھی بھیک اور مردوں سے بھی۔ تو "زرتم المقابر" کا اس سے بہتر نقشہ اور کیا ہوسکتا ہے ایسے پاگل ہوگئے ہو تم ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں کہ قبروں کی زیارت کرنے لگے ہو۔

اور دوسرا معنیٰ جو آخری اور بہت ہی پرجلال معنیٰ ہے کہ تم تو قبروں کے کنارے تک جا پہنچے ہو "حتی زرتم المقابر۔" کیا تمہیں اپنا انجام دکھائی نہیں دے رہا تمہارے سامنے مقبرے پھیلے پڑے ہیں تم سے پہلے ایسے ہی لوگ تھے جیسے تم ہو جن کو اس ظلم نے مقبروں تک پہنچا دیا وہ دفن ہیں زیر زمین دفن ہیں ان کو دیکھو اور ہوش کرو کہ تم نے اپنا کیا انجام بنا رکھا ہے۔ پس وہ جو "حطاماً" ہو کر وہ کھیتی جس سے توقع تھی کہ بہت بار آور ثابت ہوگی، گھر ہمارے غلوں سے بھر دے گی اگر بار آور ہونے سے پہلے اس پر کوئی ہوا چل پڑے اور وہ زرد ہو جائے اور زرد ہو کر پارہ پارہ ہو جائے اور زمیندار کو اس میں کوئی دلچسپی نہ رہے۔ ہوائیں، آندھیاں چلیں رگیدتی ہوئی اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیں، مٹی میں ملادیں اور پھر اس پر پاؤں پڑنے لگیں یہ جو نقشہ ہے یہ وہ آخری نقشہ ہے جو تکاثر کا نقشہ ہے، مقابر تک پہنچنے کا یہ نقشہ ہے جو کھینچا گیا ہے تو فرمایا اس کی خاطر تم اپنی زندگیاں برباد کرتے ہو۔

اب آپ دیکھ لیں کہ سیاست نے مال کے ساتھ مل کر دنیا میں کیا تباہی مچائی ہے اور انسان نے خود بھی ذاتی طور پر اموال کی طلب میں اور جو سیاسی طاقت ہے اس کی خواہش میں دنیا میں کتنے مصائب برپا کر رکھے ہیں۔ ہمارے ملک پاکستان میں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تیسری دنیا میں ہر جگہ قریباً یہی کچھ ہو رہا ہے انسانی زندگی کی قیمت ہی کوئی نہیں رہی انسانی عزت کی کوئی توقیر باقی نہیں رہی اور ہر دفعہ جب آپ سوال کریں کیوں؟ تو یا پیسے کی خاطر یا سیاست کی خاطر۔ یہ دو چیزیں ایسی غالب آ جاتی ہیں پھر اور انسانی دماغ پر ایسا قبضہ کر لیتی ہیں کہ دیکھنے کی ہوش ہی باقی نہیں رہتی۔ یہ آخری طبعی لازمی نتیجہ ہے جس سے انسان بچ نہیں سکتا اور ہوتا ہے روزانہ گھروں میں شروع۔ آپ کی اولاد میں اس کے آثار نمایاں ہو کر آپ کی آنکھوں کے سامنے آتے ہیں آپ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے آپ کی بیویوں میں، آپ کی بچیوں میں، آپ کے لڑکوں میں یہ آثار ظاہر ہوتے ہیں آپ ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اگر متوجہ ہوں تو وہ وقت ہے کہ آپ ان کی بیخ کنی کریں ورنہ بعد میں پھر پچھتاتے رہ جائیں گے اور کچھ بھی آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا۔

عورتیں ہیں مثال کے طور پر، ان کو ہم پردے کے متعلق تاکید کرتے رہتے ہیں لیکن سو عذر ہیں جن میں جائز بھی بہت ہیں کہتے ہیں ہم نے کمانا ہے، ہم نے باہر نکلنا ہے، تعلیم حاصل کرنی ہے۔ بچیوں نے اب ہم کیسے بند ہو کے گھروں میں بیٹھ رہیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں بالکل گھروں میں بند ہو کر نہ بیٹھو لیکن اپنی عزتوں کو بند رکھو، ان کو کھلی چھٹی نہ دو، ان کو سر عام بے راہروی کی اجازت نہ دو تو پھر پردے کی جو بھی شکل ہے وہ ٹھیک ہے۔ لیکن اجازت مانگتے ہو کسی اور بہانے سے اور اجازت کو استعمال کرتے ہو کسی اور غرض کے لئے اور وہ غرض زینت اور تفاخر ہے۔ پس ہر وہ بظاہر نیک اور شریف عورت بظاہر ان معنوں میں کہ اس کے اندر کوئی ایسی بدی نہ آپ دیکھیں گے کہ جس پہ اس کو ملزم کر سکیں، اس کو مجرم دکھا سکیں لیکن ایک کمزوری اس کی آپ کو دکھائی دیتی ہے اور اس میں کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی وہ جب باہر نکلتی ہے تو صرف ضرورت پوری کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس طرح بن ٹھن کر نکلتی ہے اس ارادے کے ساتھ اپنے آپ کو تیار کرتی ہے کہ غیر نظروں کو اپنی طرف کھینچے اور اپنے حسن کو نمایاں کرے۔ جب کہ قرآن کریم نے پردے کی جو تعریف فرمائی ہے اس کی مرکزی تعریف یہ ہے کہ اپنی زینت کو غیر آنکھوں کے سامنے ابھارا نہ کرو۔

پس وہ ضرورت کیسی ضرورت ہے جس کی خاطر اجازت لے کر اس کو بے محل استعمال کرو اور اپنے ہی خلاف استعمال کرو اور اپنی اولادوں کے خلاف استعمال کرو۔ تو یہ جو زینت ہے یہ تو قوموں کی عصمت برباد کردیتی ہے ان کو اعلیٰ مقاصد کے لئے خدمت کی توفیق ہی باقی نہیں رہتی۔ اس کے برعکس وہ بچیاں بھی ہیں، خواتین بھی ہیں جو زیادہ اس طرح کا پردہ نہیں کرتیں جیسے برقع پوش ہوں لیکن آپ ان کو خدمت دین پر مامور دیکھیں گے۔ دیکھیں کتنی سادگی ان کے اندر خود بخود آ جاتی ہے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ تیار ہو کے باہر نکلیں۔ ایم ٹی اے کا وقت ہو رہا ہے، ان کو اور گھر کے کام بھی کرنے ہیں، ناشتے بھی تیار کرنے ہیں، بچوں کو رخصت کرنا ہے افراتفری میں جس حال میں ہیں دوڑی دوڑی مسجد آکر وہ خدمت دین میں مصروف ہو جاتی ہیں اور ان کو دیکھ کر کوئی بیمار نظر بھی اگر پڑے تو صحت مند ہوسکتی ہے مزید بیمار نہیں ہوسکتی ان سے دل پاک ہوتے ہیں۔ یہ وجود ہیں جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ سوسائٹی میں ایک مضبوط قوی حصہ جو بھرپور زندگی میں حصہ لیتا ہے اور کسی زندگی کی جائز ضرورت سے محروم نہیں رہتا مگر نسوانیت کو لوگوں کی رجولیت ضائع کرنے اور اسے نقصان پہنچانے کے لئے استعمال کی اسلام اجازت نہیں دے سکتا۔

نسوانیت کے خاص مقاصد ہیں جس ماحول میں وہ مقاصد ہیں وہاں اس کو ابھارنا، اس کی زینت سے فائدہ اٹھانا قرآن کریم اس کی اجازت دے رہا ہے اس کی حد بندی کر رہا ہے اس کے اردگرد خطوط کھینچ رہا ہے۔ دیکھو تمہارے بچے ہیں جن کے سامنے اچھی دکھا کرو یہ نہیں کہ جھاٹے پھلا کر بچوں کے سامنے آ جاؤ اور مارکیٹ میں جانا ہو تو خوب بال سنوار کر بلکہ ابھار کر اور بکھیر کر اس طرح نکلو کہ تمہارے پیچھے ان کی جھالریں لہراتی ہوئی چل رہی ہوں۔ یہ غلط طریق ہے۔ تم اپنے گھر میں اپنے بچوں کے سامنے پیاری کیوں نہیں بنتیں۔ اپنے بھائیوں، اپنی ماؤں، اپنے باپوں کے سامنے کیوں اچھی نہیں بنتیں۔ ان کی نظر میں چونکہ پاکیزگی ہے اس لئے جب تک تم ان کے سامنے اچھی نہیں بن سکتیں جب تک تمہاری نظر میں پاکیزگی کی قیمت نہ ہو۔ پس "زینۃ و تفاخر" میں یہ سارے پیغام ہمارے سامنے رکھ دیئے۔ اور امر واقعہ یہ ہے آپ انسانی نفسیات پر غور کر کے دیکھیں کہ انسان کی نیتیں قیمتوں سے طے پاتی ہیں اور انسان کی نظر میں جس چیز کی قیمت ہے وہی فیصلہ کرتی ہے کہ نیت کیسی ہوگی اور اس نیت کو کس شکل میں عملی دنیا میں ڈھالا جائے گا۔ پس اگر نیت میں پاکیزگی نہ ہو تو جہاں پاکیزہ آنکھیں ہیں وہاں دکھانے کا شوق ہی کوئی نہیں رہتا۔ اپنی بلا سے ہوں یا نہ ہوں جیسی وہ آنکھیں ہوں ویسی وہ آنکھیں نہ ہوں۔ مزہ کیا کہ جو نظر پڑتی ہے پاکی سے پڑتی ہے ہاں ذرا سا تھوڑا سا ہیجان پیدا ہو جائے، جہاں نظر میں طلب پیدا ہونی شروع ہو جائے، جہاں ہمیں محسوس ہو کہ ہماری پوجا کی جارہی ہے۔

اب وہ عورتیں جن کے متعلق میں نے کہا ہے بظاہر آپ ان میں کوئی جرم نہیں دیکھیں گے اپنی ذات کی حفاظت کرتی ہیں مگر قرآن کریم نے جو یہ تعریف فرما دی کہ اس نے اپنی ھوی کو اپنا معبود بنا لیا ہے یہ بیماری شروع ہو چکی ہے۔ اور جب تک کوئی نظر عبادت نہیں کرتی اس وقت تک پورا سکون نہیں ملتا۔ اور یہ نظروں کی عبادت کروانا بہت ہی خوفناک اور مہلک بیماریوں پر منتج ہو جایا کرتا ہے اور یہ

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Ring **: 0181-265-6000**

مرض آگے بڑھتا ہے اور پھر اس کو روکا نہیں جا سکتا۔ وہ نسلیں جو دیکھ رہی ہیں کہ ہمارے ماں باپ میں زینت اور تفاخر ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ان قدروں کو اپناتے ہوئے بڑے نہ ہوں۔ ان کو اپناتے ہوئے بڑے ہوتے ہیں، وہی چیزیں ان کے اندر سموئی جاتی ہیں اور پہلے سے زیادہ نشو و نما پاتی ہیں۔ یہ صورت حال اگر اسی طرح جاری رہنے دی جائے تو پھر ان چیزوں سے بھی لذت یابی کی طاقت ختم ہونے لگتی ہے۔ اس کے بعد دل خشک ہو جاتے ہیں اور خالصۃً اپنی بڑائی یعنی معبود ہونے کی آخری منزل جہاں دنیا کا سر اپنے سامنے جھکاؤ اپنے اموال کو زیادہ کرکے یا اپنی طاقتوں کو بڑھا کر اس حد تک تمہیں چین نصیب نہیں ہوگا۔ ایسے لوگ بعض دفعہ زینت اور تفاخر کے دائروں سے نکل ہی چکے ہوتے ہیں۔

دنیا میں تمام ملک جن سے امن اٹھ چکا ہے ان کا آخری نقطہ یہی ہے کہ وہاں دولت نے سیاست سے سمجھوتہ کرلیا ہے۔ یا دولت، سیاست کو غلام بنائے ہوئے ہے یا سیاست، دولت پر غالب آگئی ہے۔

بعض آپ سیٹھوں کو دیکھیں گے کہ ان کو قطعاً کوئی ہوش نہیں اپنے کپڑوں کی بلکہ بال بکھیرے ہوئے برے حال میں بٹن کھلے ہوئے وہ تجوریوں پر بیٹھے ہوتے ہیں مگر جانتے ہیں کہ یہ ہے ہماری شان، ہمارے پاس دولت ہے ان لوگوں کے پاس دولت نہیں ہے اور بغیر زینت کے بھی وہ اپنی بڑائی خود محسوس کر رہے ہوتے ہیں کیوں کہ ان کی نظر دولت میں مزہ دیکھ رہی ہے۔ تو ہر انسان جو معبود بن کر ابھرتا ہے وہ کسی نہ کسی خاص اپنی نفسانی الٰہی غرض کے ساتھ معبود بنتا ہے۔ جس کی نظر زینت پر زیادہ ہے وہ زینت کا معبود، دکھاوے کا بت بن جاتا ہے۔ جس کی نظر دوسروں پر اپنی تمدنی برتری حاصل کرنے کا شوق ہے وہ پھر رسم و رواج کے بت کو اپناتا ہے اور رسم و رواج کا خدا بن کر ابھرتا ہے۔ اور آخری صورت اس کی یہ ہے کہ دولت کے سرچشموں پہ قبضہ کرلے اور طاقت کے سرچشموں پر قبضہ کرلے جب یہ معبود بن جائے تو دنیا کی ہر دوسری قدر اپنی قیمت کھو دیتی ہے۔ کوئی اس راہ میں حائل ہونے کی کوشش کرے گا اس کا سر توڑ دیا جائے گا۔ خواہ ان لوگوں کے بچے اغواء کرکے آپ اپنی سیاسی طاقت کو بحال رکھیں، خواہ معصوم آدمیوں کا قتل عام کرواکر اپنا رعب قائم رکھیں کہ ہم ہیں صاحب اولاد ہم جتھے والے لوگ ہیں تم کیا چیز ہو تم ہماری مخالفت کرنے کی جرات کیسے کرسکتے ہو اور پھر اموال کے تمام ذریعوں پر قابض ہونے کے ذریعے، وہ جو سرچشمے ہیں اقتصادی دولت کے ان پر قابض ہونے کے ذریعے وہ اپنی بڑائی کو جاری رکھتے ہیں اور اس کو دائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ خلاصہ ہے ساری انسانی زندگی کا۔

اب آپ دوبارہ ان باتوں کو سن کر اور سمجھ کر جب بھی پاکستان کا کوئی اخبار اٹھائیں گے یا ہندوستان کا کوئی اخبار اٹھائیں گے یا دوسرے ملکوں کے اخبار اٹھائیں گے آپ کو ہر جگہ یہی خلاصہ نظر آئے گا۔ ساری افراتفری، سب دوڑ، سب چکر اسی مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ تو "**تکاثر فی الاموال**" اور "**تکاثر فی الاولاد**" ہے۔ اور ساری دنیا کو مصیبت دیکھیں کتنی ڈالی ہوئی ہے اس نے۔ تمام دنیا کا امن جہنم میں تبدیل ہوچکا ہے اور وہ لوگ جو دکھاوے کی راہ سے ان چیزوں تک پہنچتے ہیں ان کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ دنیا میں حقیقتاً وہ انسان کی یا اپنی قوم کی خدمت کرتے ہیں کہ نہیں۔ ان کو اس بات سے غرض ہوتی ہے کہ دنیا انکو خدمت گار کے طور پر دیکھ رہی ہے کہ نہیں یا ان کی قوم ان کو اپنے خادم کے طور پر اگر دیکھتی نہیں تو کم سے کم دل میں گمان کرتی ہے کہ یہ ہمارے خادم ہیں۔ یہ تاثر قائم کرنے پر سارا زور رہتا ہے اور اس سے نیچے اس تاثر کو قائم کرنے کی جہاں تک ٹھوس بنیادوں کا تعلق ہے اس میں ان کو ذرہ بھر بھی دلچسپی نہیں رہتی۔

مومن ان چیزوں کے بالکل برعکس ہے۔ مومن ان سب اندھیروں سے آزاد ہے۔ وہی ہے جو دیکھتا ہے اور وہی ہے جو نیک انجام کو پہنچتا ہے۔ وہی ہے جس کی آخرت کی ضمانت دی جاتی ہے۔ پس قرآن کریم نے ان تمام انسانی کمزوریوں کا ذکر فرماتے ہوئے انہیں کلیۃً رد نہیں فرمایا کہ ان کے اندر کچھ بھی تمہارے لئے باقی نہیں۔ تو اس پہلو کے ساتھ اگر آپ اپنے اعمال کا اپنے نفس کا جائزہ لینا شروع کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا کا نجات دہندہ بنا سکتا ہے اور نجات دہندہ بننے کے لئے پہلے اپنے نفس کو نجات دینی ضروری ہے اور اس کے لئے سب سے اعلیٰ، سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا کی نظر میں رکھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ اسی نظر کی ہمارے نزدیک قیمت ہے باقی کسی نظر کی قیمت نہیں۔ اس نظر کا عجیب حال ہے بعض دفعہ آپ کو دولت مند دیکھ کر خوش ہوگی بعض دفعہ غریب دیکھ کر خوش ہوگی۔ اس لئے اگر اس نظر کو خوش کرنا ہے تو اس کی خاطر غربت اختیار کرنا بھی آپ کے لئے لذت پیدا کرے گا کیونکہ اس کی رضا کے تابع ہے۔ پس ایسے انسان کی زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے، اس کی زندگی کے قوانین بدل جاتے ہیں، اس کا اٹھنا بیٹھنا لوگوں میں رہنا سہنا ان سے معاملات کرنا ایک نئے رنگ پر آجاتا ہے جس کا عام انسانوں سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

اب جن کو "**تکاثر فی الاموال**" کا جنون ہو وہ اس لئے ہے کہ انہوں نے اپنے نفس کی پرستش کرنی ہے اور اگر وہ خدا کی پرستش کرنے لگیں تو اسی "**تکاثر فی الاموال**" میں ان کو کوڑی کی بھی دلچسپی نہیں رہتی۔ پھر وہ مال جو خرچ کرتے ہیں اس کو خدا کی راہ میں لٹانے میں دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اور جتنا مزہ ایک کمانے والا کما کر اکٹھا کرنے میں محسوس کرتا ہے اس سے بہت زیادہ مزہ خدا کے بعض بندے اس کمائی کو خدا کے بیان کردہ شرائط کے تابع حقوق کا خیال رکھتے ہوئے، متوازن طریق پر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور لذت پاتے ہیں۔ کبھی آپ کسی چندہ دینے والے احمدی کو جو اس وجہ سے چندہ دیتا ہے کہ میں نے اپنے رب کو راضی کرنا ہے چندہ دینے کے بعد مغموم نہیں پائیں گے۔ ٹیکس دینے کے بعد تو آپ کئی چہرے دیکھیں گے وہ چہرے اتر گئے مصیبت پڑی کیوں جی کیا ہوا آج تو جی بڑی چٹی پڑ گئی وہ ٹیکس جو ہم نے اتنی دیر سے چھپایا ہوا تھا وہ ننگا ہوگیا پکڑے گئے آج ہمیں دینا پڑا ہے۔ لیکن کبھی کسی چندے دینے والے کو آپ سر پھینک کر چلتے ہوئے مغموم نہیں دیکھیں گے کہ کیوں جی کیا ہوا کہ جی آج اتنا چندہ دینا پڑا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، ناممکن ہے۔ ہاں ایسے مغموم لوگ ضرور دیکھیں گے جو چندہ نہیں دے سکے اور ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں میں نے خود دیکھے ہیں بارہا دیکھے ہیں آتے ہیں تھوڑی رقم پیش کرتے ہیں اور اس قدر بے چینی محسوس کرتے ہیں اتنا دکھ محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں زیادہ کی توفیق نہیں۔ ہم چاہتے تھے کہ زیادہ دیں دعا کریں کہ اللہ ہماری حسرتیں پوری کرے۔ ایسی دنیا بھی آپ نے کہیں اور دیکھی ہے جو جماعت احمدیہ کی دنیا ہے۔ پس یہی وہ مضمون ہے ان کے ہاں **تکاثر** کی تمنا ہے خدا کی خاطر خرچ کرنے کی خاطر، ان کے ہاں **تکاثر** کی تمنا ہے تاکہ اپنے غریب رشتے داروں کی ضرورتیں پوری کرسکیں اپنے دکھی ہمسایوں کی، اپنے بیمار ساتھیوں کے لئے کچھ شفا، کچھ صحت کے لئے، کچھ ان کے پیٹ بھرنے کے سامان کرسکیں ان کو لگن ہوتی ہے کہ خدا ہمیں اور دے تو ہم اور خرچ کریں۔ اور کئی ایسے ہیں جنہوں نے مجھے دعا کے لئے اس طرح بارہا لکھا کہ ہمارے دل میں ہر وقت ایک آگ سی سلگتی رہتی ہے کاش ہمیں توفیق ہو تو ہم فلاں غریب رشتے داروں کی مدد کرسکیں، فلاں مصیبت زدہ کی مدد کرسکیں دعا کریں اللہ ہمیں توفیق دے اور پھر خدا ان کو توفیق دیتا ہے اور وہ خرچ کرتے ہیں اپنے وعدوں پر قائم رہتے ہیں "**فمنهم من قضىٰ نحبه و منهم من ينتظر**" یہ وہ لوگ ہیں جن میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنے دلوں میں قربانیوں کی راہ میں اپنا جان مال فدا کیا اور دیکھو کیسے مطمئن ہوگئے۔ "**قضىٰ نحبه**" مدتوں کی آرزوئیں پوری کرلیں "**و منهم من ينتظر**" ان میں سے ایسے بھی ہیں جو انتظار میں بیٹھے ہیں کب خدا ہماری حسرتیں پوری کرنے کے سامان کرے گا۔ تو دیکھو **تکاثر** تو **تکاثر** ہی ہے مگر نیتوں نے ان دونوں **تکاثر** کی قسموں میں کتنا زمین آسمان کا فرق ڈال دیا۔ ایک **تکاثر** ہے نیک ارادوں کی خاطر، نیک راہوں پر خرچ کرنے کے لئے۔ اسی طرح اولاد کا حال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بھی اپنی امت کے لئے کثرت کی دعا مانگی بلکہ نصیحت فرمائی کہ ایسی عورتوں سے شادی کرو جو "**ولوداً**" و "**دوداً**" ہوں محبت بھی بہت کریں تم سے اور بچے بھی بہت پیدا کریں۔ اس لئے بسا اوقات جب فیملی ملاقات میں میں اچھے خوش جوڑوں کو دیکھتا ہوں ان سے کہتا ہوں اور بچے پیدا کرو۔ وہ سمجھتے ہیں میں مذاق کر رہا ہوں حالانکہ مذاق وذاق نہیں میرے ذہن میں ہمیشہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہے۔ اور مجھے بھی خوشی ہوتی ہے احمدی بچے پیدا کرکے بھی بڑھیں اور تبلیغ کے ذریعے سے بھی بڑھیں اور خوب نشو و نما پائیں کیونکہ یہی تو ہیں جن کے ساتھ دنیا کا امن وابستہ ہو چکا ہے دنیا کا نیک انجام اب ان پر اپنی بناء رکھتا ہے۔ یہ قائم رہیں گے تو دنیا کا نیک انجام قائم رہے گا، اس کی امیدیں قائم رہیں گی۔ اگر یہ کمزور ہوگئے یہ مٹ گئے تو دنیا کے نیک انجام کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے۔

پس اپنی قدروں کو جو اس آیت کے حوالے سے میں نے آپ پر کھولی ہیں ان کو پہچانو اور ہر وہ اندھیرا جس کا ان آیات میں بیان ہوا ہے اس کے قلع قمع کرنے، اس کو اپنے سینے سے نوچ پھینکنے کی کوشش شروع کردو اور یہ تفصیل اس لئے میں بیان نہیں کرسکتا بعض پہلے خطبوں میں میں نے بسا اوقات تفصیل سے بھی یہ بیماریاں بیان کی ہیں اس لئے کہ اگر ایک دفعہ شروع ہو جائے تو یہ سلسلہ پھر ختم ہی نہیں ہوگا۔ انسان کس کس قسم کی اندرونی روحانی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے کیسی کیسی غلط فہمیاں اپنی ذات کے متعلق رکھتا ہے اپنی اولاد کے متعلق رکھتا ہے اپنے پیاروں سے جو امیدیں وابستہ کر لیتا ہے اپنے دشمنوں کے متعلق کیا کیا غلط رویے اختیار کرتا ہے ایسا مضمون ہے جو ساری انسانی زندگی پہ محیط ہے۔ کس کس کو بیان کروں اور کس کس کو چھوڑوں۔ اس لئے اصولاً میں نے آج آپ کے سامنے وہ خلاصہ پیش کردیا ہے جو قرآن کریم نے نکالا ہے۔ تین قسم کے اندھیرے ہیں جو اگر تم پر چھا گئے تو تمہارے کانوں پر بھی مہر لگ جائے گی، تمہارے دلوں پر بھی مہر لگ جائے گی اور تمہاری آنکھوں پر

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

پردے پڑ جائیں گے۔ پھر دیکھ بھی نہیں سکو گے کہ تمہارا مفاد ہے کس چیز میں۔ دیکھو گے بھی تو غلط فیصلے کرو گے کیونکہ قوت ادراک بیمار ہوچکی ہوگی۔ دل وہ قوت ادراک ہے جو ان پیغامات کو پرکھتا ہے اور ان سے نتائج اخذ کرتا ہے جو آنکھ یا کان کے سوراخ سے انسان کے اندر داخل ہوتے ہیں اور بھی ذرائع ہیں مگر یہی دو ہیں جن پر بناء ہے اصل میں "فجعلنٰہ سمیعاً بصیراً" قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سب سے بڑا احسان جو انسانی نفس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ دیکھو تم ماں کے پیٹ میں کس حیثیت میں تھے اندھے۔ تین قسم کے اندھیروں میں گھرے ہوئے۔ اب وہاں بھی دیکھو تین اندھیروں کا ذکر ملتا ہے اور اچانک کیا دیکھتے ہو کہ تم ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہو "فجعلنٰہ سمیعاً بصیراً" اس بچے کو ہم نے سمیع بھی بنا دیا اور بصیر بھی بنا دیا۔ وہ سننے بھی لگ گیا اور دیکھنے بھی لگ گیا۔ اور سمیع کو پہلے رکھا ہے اور بصیر کو بعد میں۔ اس میں اور بھی حکمتیں ہیں مگر ایک یہ بھی ہے کہ ماں کے پیٹ سے بچہ پہلے سننا شروع کرتا ہے بعد میں دیکھنے لگتا ہے اور شروع میں ماں کے پیٹ میں بچے کا بیرونی دنیا سے رابطہ صرف کان کے ذریعے ہے اور جب باہر نکلتا ہے پھر آنکھیں کھلتی ہیں ورنہ پیٹ میں تو آنکھیں ہوں بھی تو دکھائی کچھ نہیں دیتا اندھے کا اندھا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جعلنٰہ سمیعاً بصیراً" باہر آیا تو ہم نے اسے سننے والا بھی بنا دیا اور دیکھنے والا بھی بنا دیا۔ اور آواز کے ذریعے ماں کے پیٹ میں پیغام دینے کا نظام خدا تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے اسی لئے اس زمانے میں دعاؤں کا ذکر ہے ذکر الٰہی کا ذکر ہے کیونکہ بچہ ان باتوں کو سنتا ہے اور بسا اوقات جو ماحول میں شور پڑ رہا ہے اس سے بداثر قبول کرتا ہے۔ ماحول میں پرسکون باتیں ہو رہی ہیں اس سے سکون حاصل کرتا ہے اور اب تو سائنسدانوں نے اس کی تحقیق کرکے اسے واہمے کا حصہ نہیں بلکہ ایک حقیقت میں سائنسی دریافت کا حصہ بنا لیا ہے، قطعی طور پر ثابت شدہ حقیقت ہے۔

تو سمیعاً بصیراً ہے یہ دو چیزیں ہیں جن کے ذریعے انسان تمام ماحول، گرد و پیش بلکہ بہت دور دور کی باتیں بھی اخذ کرتا ہے اور لیکن اگر اندر اس کے تجزیے کے لئے دماغ نہ ہو تو آنکھیں کھلی ہیں، کان موجود ہیں لیکن کہتے ہیں جی اس کا دماغ DEAD ہوگیا ہے آکسیجن جانی بند ہوگئی اور وہ دماغ جس نے ساری کمپیوٹنگ کرنی تھی وہ کرنے سے عاری ہوگیا حالانکہ آنکھ دیکھ رہی ہے کان سن بھی رہے ہیں ان کا نتیجہ کوئی نہیں نکل رہا۔ وہی آنکھ اندھی نہیں ہوئی ہوتی بلکہ جو دیکھتی ہے اس کا پیغام اندر نہیں پہنچتا۔ جو وہ کان سنتے ہیں اس کا کوئی مقصد دماغ حاصل نہیں کرتا کہ کیا سنا جارہا ہے۔ یہی نقشہ ہے قرآن کریم نے جو کھینچا ہے کہ پھر ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ اندھے ہو جاتے ہیں، وہ بہرے ہو جاتے ہیں، ان کے دل مہرزدہ ہیں ان میں یہ صلاحیت ہی نہیں ہوتی کہ جو کچھ گردوپیش میں دیکھ رہے ہیں اس سے استفادہ کرسکیں۔

پس ان خطرات کے خلاف آپ بیدار ہو جائیں اپنے آپ کو ان پیغامات کے سمجھنے کی صلاحیت کے ساتھ زندہ رکھیں کیونکہ اگر یہ صلاحیت مر گئی تو آپ مر جائیں گے۔ وہ پیغامات جو آپ کے کان سنتے ہیں وہ پیغامات جو آپ کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں انکو ان دونوں صلاحیتوں کو زندہ رکھیں تو لازم ہے کہ آخر پر جو ان سے نتیجہ نکالا جاتا ہے وہ نتیجہ نکالنے کی صلاحیت کو بھی زندہ رکھا جائے ورنہ فائدہ کچھ نہیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ایک ہی چیز کچھ لوگ دیکھتے ہیں دو مختلف نتیجے نکالتے ہیں اور وہاں دل کی مہر کی بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ بہت سے بچے ہیں جن کے مزاج اس لئے بگڑے ہیں کہ انہوں نے ٹیلیویژن کے اوپر جرائم دیکھے ہیں اور قتل و غارت دیکھا ہے اور فخر دیکھا ہے کہ اس طرح کسی نے کسی کو مارا اور پھر فخر کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ وہ بچے ایسے بھی ہیں، اکثر آج کل کی دنیا میں ایسے بچے ہیں جو اس کو اپنا مطمح نظر بنا لیتے ہیں کیونکہ ان کو روزمرہ اپنے گھر میں تفاخر کی عادت ہوتی ہے چھوٹے بچے کو BULLY بنانے کی عادت پڑی ہوئی ہوتی ہے اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں بغلیں بجانے کی عادت پڑی ہوئی ہوتی ہے۔

پس وہ بیج جو بچپن ہی سے گھر میں بیمار بن کر اٹھ رہا ہے اس سے جب کونپلیں پھوٹیں گی تو ضرور بیمار پھوٹیں گی۔ بارش تو ایک ہی طرح کی ہے مگر بعض جگہ زہریلے پودوں کی نشو و نما کو بڑھاتی ہے بعض جگہ اچھے پودوں کی، صحت مند پودوں کی نشو و نما کو بڑھاتی ہے۔ پس ایسے بچے جب وہ ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں اچھا یہ بات ہوئی اور اگر وہ پکڑا گیا بےایمان تو کہتے ہیں ہم نے یہ چالاکی کرنی ہے، ہم نہیں پکڑے جائیں گے اور ارادے کرکے بچپن سے ہی دلوں میں جرموں کی تمنائیں پالنے لگتے ہیں۔ اور جب بڑے ہوکر باہر نکلتے ہیں تو پھر ان سے یہی توقع رکھی جاسکتی ہے۔ کچھ ایسے شریف نفس بچے بھی ہیں جن کے گھر کا ماحول پاکیزہ ہے اور پیارا ہے وہ ان کو دیکھ کر متنفر ہوتے ہیں ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر ہمیں توفیق ملے تو ہم ایسے ذلیل لوگوں کو پکڑ کر ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ وہ جو جوابی کارروائی کرنے والی طاقتیں ہیں ان کا دل ان کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ فیصلہ گھروں میں ہو رہا ہے۔ آپ نے جس طرح اپنے بچوں کو پالا ہے آپ ہی اگلی قوم کے اگلے حصے کی تقدیر بنا رہے ہوتے ہیں ٹیلی ویژن وغیرہ تو بعد میں آئیں گی۔

بچپن سے آپ کے رجحانات کو بچے جو پڑھتے ہیں آپ کی اداؤں کو جو دیکھتے ہیں یہ جانتے ہیں کہ آپ کا حقیقی لطف کس چیز میں ہے۔ دنیا کی دولت میں ہے یا اچھی پیاری باتوں کے تذکرے میں ہے۔ خدا اور رسول کے ذکر میں آپ کو مزہ آ رہا ہے یا بےہودہ باتوں میں۔ ایسے لوگ اپنے بچوں کی تقدیر بنا دیتے ہیں خواہ ان کا ارادہ ہو یا نہ ہو خود بخود بنتی ہے۔ اب یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہماری نئی نسل کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کا نظام جاری فرما دیا اور اب وہ بگڑے ہوئے ماں باپ جن کی دلچسپیاں دوسری ہیں اپنے بچوں پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت کھو بیٹھے ہیں یعنی منفی رنگ میں اثرانداز ہونے کی۔ اور بچوں کو عادت پڑ گئی ہے احمدیہ ٹیلی ویژن کی۔ اب ماں باپ دوسری لگانے لگیں تو کہتے ہیں نہیں بالکل نہیں لگانی ہم نے تو یہی دیکھنی ہے۔ اور بعض ماں باپ کی اصلاح بچے شروع کر چکے ہیں۔ تو یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے جب عالمی ذمہ داریاں ہم پر ڈالی ہیں تو عالمی ذمہ داریوں کے لئے تیار کرنے کے سامان بھی وہ خود فرما رہا ہے۔

اور میں تو محض قرآن کریم کی نصیحتوں کی طرف اشارے کرکے آپ کو بار بار متوجہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں مگر مجھے دل میں یقین ہے کہ خدا کے ہاں آسمان پر یہ فیصلے ہو چکے ہیں۔ اللہ کی یہ تقدیر خوب کھل کر ظاہر ہوگئی ہے کہ آج دنیا کی تقدیر جماعت احمدیہ سے وابستہ ہوچکی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے دین اور آپؐ کی سنت کا غلبہ اب اگر دنیا میں ہوگا اور ضرور ہوگا تو جماعت احمدیہ ہی کی خاطر ہوگا جماعت احمدیہ کے وسیلے سے ہی ہوگا۔ پس اپنے دل کو ہر قسم کی ظلمات سے پاک و صاف کرلیں تاکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نور جو آپ نے تمام تر خدا سے پایا ہے وہ ہمارے سینوں کو روشن کردے، منور کردے اور ہمیشہ کے لئے وہاں اپنی جگہ بنالے تاکہ ظلمات پھر ان سینوں میں جھانک بھی نہ سکیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ از صفحہ (۲) فطرت انسانی کے عین مطابق تعلیم ہے۔ یہ دلچسپ مجلس سوال و جواب قریباً ۸ بجے تک جاری رہی۔

واقفین نو بچے، بچیوں سے ملاقات

۱۸ مئی کی شام بیت الرشید ہیمبرگ میں قریباً ساڑھے آٹھ بجے حضور ایدہ اللہ نے واقفین نو بچے، بچیوں کی ایک کلاس لی۔ جماعت ہیمبرگ کی طرف سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ جس طرح حضور انور ایدہ اللہ لندن میں ایم ٹی اے پر بچوں کی کلاس لیتے ہیں یہاں کے بچوں کی بھی ایک ایسی کلاس لے کر برکت بخشیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت ان کی درخواست کو قبول فرمایا۔ اس کلاس میں چند بچوں نے بعض نظمیں، قصیدہ اور اذان سنائی۔ جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ اکثر بچوں کو ان نظموں کا مفہوم نہیں آتا۔ چنانچہ حضور کے ارشاد پر عزیزہ عطیہ بنت مکرم محمد جلال شمس صاحب نے ان کا جرمن ترجمہ کر کے بتایا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اذان کے بعد کی دعا کس کو آتی ہے تو سوائے ایک آدھ کے کسی کو بھی یہ دعا یاد نہیں تھی۔ اور اس کا ترجمہ بھی کسی کو نہیں آتا تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح سمجھا کر اذان کے بعد کی دعا اور اس کا ترجمہ سکھایا اور تاکید فرمائی کہ آپ نظمیں یا دعائیں جو کچھ بھی یاد کریں اس کا ترجمہ و مفہوم کو بھی اچھی طرح یاد کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کرلینی چاہئیں جن کی نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں اور اکثر میں فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں بدل بدل کر تلاوت کرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ آیتیں جو میں نے چنی ہیں کسی مقصد کے لئے چنی ہیں۔ اگر ان کا ترجمہ آتا ہو تو اس کا دل پر اثر پڑے گا۔ اگر مطلب نہ آتا ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنیادی چیزیں جو بچوں کو آنی چاہئیں ان کی طرف دھیان دیں۔ حضور نے تاکیداً ہدایت فرمائی کہ جو سورت تلاوت کریں اس کا ترجمہ ضرور آنا چاہئے۔ ترجمہ کو غور سے پڑھیں اور یاد کریں اور اتنا یاد کریں کہ ادھر تلاوت ہو رہی ہو اور ادھر آپ کے دل میں اس کا مضمون اتر رہا ہو حتیٰ کہ آپ کا دل قرآن کی عظمت سے بھر جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگلی دفعہ اس شرط کے ساتھ آپ کی کلاس ہوگی کہ آپ خوب تیاری کریں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض بچوں کو بلا کر ان سے ان کے والد اور داد کا نام پوچھا۔ بعض کو اپنے دادا کا نام تک نہیں آتا تھا اور نہ انہیں یہ علم تھا کہ ان کے خاندان میں احمدیت کب آئی۔ حضور ایدہ اللہ نے اس پر فرمایا کہ آپ کو اپنے دادا کے نام کا بھی صحیح نہیں پتہ۔ اگر پتہ ہے تو ان کی احمدیت کا کچھ پتہ نہیں۔ اب تم لوگ کیا یادیں لے کر آگے بڑھو گے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں کئی سال سے جماعت کو نصیحت کر رہا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے اپنے خاندانوں کی تاریخ کو زندہ رکھیں اور اپنے خاندانوں کی تاریخ، احمدیت سے شروع کریں۔ وہ کب احمدی ہوئے پھر انہوں نے کیا کیا قربانیاں کیں، کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں، پھر اللہ نے ان پر کیا فضل فرمائے۔ یہ ساری سچی کہانیاں ہیں اور بڑی دلچسپ اور دردناک بھی ہیں۔ یہ ساری باتیں یاد رکھو گے تو زندہ رہو گے ورنہ مٹی میں مل جاؤ گے۔ اگلی نسلوں کو پتہ ہی کوئی نہیں ہوگا کہ کن کی نسلیں ہیں، کہاں کہاں سے آئے ہیں، ان کی کیا نیک روایات ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عربوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اپنے نسب نامے یاد رکھتے تھے اپنے اچھے پاک ماں باپ کی باتیں یاد رکھنا اور ان کے ساتھ اپنے رشتے ملانا بڑی اچھی بات ہے۔ آپ لوگ ان کی باتیں یاد رکھیں گے تو زندہ رہیں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سلطان محمود غزنوی کے وفادار خادم ایاز کی کہانی سنا کر بتایا کہ وہ کس طرح بادشاہ کا مقرب ہونے کے باوجود اپنے ماضی کو یاد رکھتا تھا اور نصیحت فرمائی کہ خدا کا خوف کریں اور آپ نے احمدیت کا جو فیض پایا ہے، جن سے پایا ہے ان کی یادوں کو زندہ رکھیں۔ تب آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کیا تھے اور خدا نے کیا سے کیا بنا دیا۔

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے

پردے کی روح کو سمجھنا اور اسے نافذ کرنا حد سے زیادہ ضروری ہے

عورت کا وقار اور عورت کی عزت اسلام کے پردے کی تعلیم سے وابستہ ہے

(خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
برموقع جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ ۲۹ جولائی ۱۹۹۵ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ)

(تیسری قسط)

وہ آیات جن کی آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہے اس میں بہت سے مضامین بیان ہوئے ہیں۔ اس کا ترجمہ آپ سن چکی ہیں۔ اگر تفصیل سے ان آیات کی تفسیر کی جائے تو باقی مضامین ممکن ہے اس تھوڑے سے وقت میں بیان ہی نہ کئے جا سکیں۔ اس لئے چونکہ پہلے میں ان آیات پر روشنی ڈال چکا ہوں یعنی آیات جو روشنی مجھ پر ڈالتی ہیں اس میں میں آپ کو بھی شریک کر چکا ہوں اس لئے میں چند دوسری آیات جو بعض دوسرے پہلوؤں کا ذکر کرتی ہیں وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۱﴾ (النور: ۶۱)

کہ وہ عورتیں جو بیٹھی رہ جاتی ہیں ”الّٰتی لا یرجون نکاحا“ جو نہ نکاح کی امید رکھتی ہیں نہ ضرورت محسوس کرتی ہیں۔ یعنی بعض دفعہ بیوگان بڑی عمر کی ہو جاتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ کنواریاں ”من القواعد“ وہ کنواریاں جو بڑی عمر کو پہنچ جاتی ہیں اور اپنے اندر نہ کوئی حاجت پاتی ہیں نکاح کی نہ دنیا سمجھتی ہے کہ ان کو نکاح کی ضرورت ہے۔ ان کے متعلق فرمایا ”فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن“ ان پر کوئی حرج نہیں کہ اپنے وہ پردوں کے اہتمام جو انہوں نے کئے ہوئے تھے وہ اتار دیں۔ عام سادہ زندگی میں لوگوں کے سامنے پھریں، وہ بھی عام لباس میں بے شک پھریں۔ مگر ایک شرط ہے کہ جاہلیت کے سنگھار پھر نہیں کرنے۔ مگر بہتر ہے ”ان یستعففن“ ان کے باوجود ان کا بچ کر رہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ سوسائٹی بیمار ہوتی ہے بعض دفعہ۔ بعض ایسے گندے مزاج کے، ٹیڑھے مزاج کے مرد ہوتے ہیں جو ہر طرف نظر ڈالتے ہیں تو بد نظر ہی ڈالتے ہیں۔ تو فرمایا ان کے لئے بہتر تو یہی ہے کہ استعفاف کریں، یعنی جس حد تک بچ سکتی ہوں بچیں۔ لیکن اس تعلیم کے پیش نظر اگر وہ نسبتاً کھلے عام باہر نکلتی ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اس ضمن میں حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مثال گو اس مثال میں نہیں آتی مگر میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بڑی عمر میں جا کر اول تو یہ کہ وہاں قادیان میں اور ربوہ میں بھی ہر ایک نظر جو آپ کو دیکھتی تھی یعنی احمدی وہ ایک مقدس ماں کے طور پر دیکھتی تھی اور آپ کے جلال کے رعب سے نظریں اٹھتی ہی نہیں تھیں آپ کے چہرے کی طرف۔ مگر ایک عمر میں جا کر آپ کے لئے ممکن نہیں تھا کہ پردہ کھینچ کر اوپر سے نیچے لائیں۔ اس لئے آپ چھتری لے لیا کرتی تھیں اور چھتری لے کر دارالانوار مثلاً سیر کے لئے جاتی تھیں۔ کبھی ڈلہوزی میں بھی مجھے توفیق ملی آپ کے ساتھ جانے کی تو جب دیکھے غیر مرد آئے ہیں تو ان کے سامنے چھتری جھکا لی اور پھر چھتری اونچی کر کے کھلی ہوا سے لطف اندوز ہوئیں۔ حالانکہ اس عمر میں جا کر عام عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے جو ایسے مقدس مقام نہ بھی رکھتی ہوں کہ تم نسبتاً آسان زندگی اختیار کر لو کوئی گناہ نہیں ہے۔ لیکن استعفاف کا پہلو ایسا ہو کہ دنیا کو نظر آئے کہ یہ بچنے والی عورتیں ہیں، یہ عام عورتیں نہیں ہیں۔

دوسری شرط یہ ہے ”غیر متبرجات بزینۃ“۔ بعض عورتیں بڑی عمر میں بھی سنگھار پٹار بہت کرتی ہیں صرف جوانی کا قصہ نہیں ہے۔ ان کو آپ کہیں نا چلو بازار چلتے ہیں کہتی ہیں ٹھہرو میں تیار ہو جاؤں۔ کیوں تیار ہونا ہے اچھی بھلی گھر میں بیٹھی ہوئی صاف پاکیزہ روحانی چہرہ ہے کیا کرنا ہے اس کو۔ تو کہتی ہیں تھوڑی سی لپ سٹک، تھوڑا سا سنگھار و نکھار، ٹھیک تو ہو جاؤں باہر نکلنا ہے کیا لوگ دیکھیں گے کیا سمجھیں گے۔ تو یہ عورت کی فطرت ہے اسی لئے قرآن کریم دیکھیں کتنا پاک الٰہی کلام ہے، فطرت کی گہرائیوں تک اترتا ہے۔ ایک طرف فرما رہا ہے کہ جب تم بڑی عمر کی ہو جاؤ تمہیں ضرورت محسوس نہ ہو لوگ بھی سمجھیں کہ تم نکاح کی عمر سے آگے تجاوز کر گئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ مگر فرمایا ہم جانتے ہیں تمہیں بننے سجنے کی عادت ضرور ہے اور یہ تمہاری فطرت میں داخل ہے اس لئے جب نکلو گی تو جاہلانہ طریق پر سنگھار بالکل نہیں کرنے۔

اب وہ نسبتاً ماڈرن احمدی عورتیں جو سمجھتی ہیں کہ ان کی عزت ماڈرن ہونے میں ہے، ان کو میں نے احمدیت کے قافلے کے سر پر نہیں رکھا کیونکہ میرے نزدیک وہ ماڈرن نہیں وہ بیک ورڈ (Back ward) ہیں ان کو سب سے آخر پر کھڑا کیا ہے، جو پیچھے چل رہی ہیں اور ان کے حلیے اور ہیں۔ وہ اپنی عزتیں اس بات میں محسوس کرتی ہیں کہ ہم پردہ چھوڑ دیں یہ تو پرانے زمانے کی بات ہے لیکن پھر سنگھار پٹار کیوں کرتی ہیں۔ جب نکلتی ہیں تو سادہ چہروں کے ساتھ کیوں نہیں نکلتیں۔ جب نکلتی ہیں تو سادہ لباس پہن کر کیوں نہیں نکلتیں۔ اگر ایک چیز سے فائدہ اٹھانا ہے تو یاد رکھیں دو کشتیوں میں بیک وقت پاؤں رکھنے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ سنگھار کرنا ہے تو کرو، شوق سے کرو لیکن گھر کے لئے کرو۔ اپنوں اور عزیزوں کے لئے کرو اور پھر پردہ کرو۔ اور اگر دوسرے پہلو سے فائدہ اٹھانا ہے تو پھر سنگھار گھر چھوڑ کے آؤ اور باہر نکلو۔

اب اس پہلو سے جو احمدی معاشرہ ڈیویلپ (Develop) ہونا چاہئے جس کو میں چاہتا ہوں کہ ہو۔ اگر ایسی عورتیں جنہوں نے نسبتاً بے احتیاطی کے پردے کرنے ہیں اس کو ہلکے طور پر استعمال کرنا ہے ان کا دستور عام عورتوں سے بالکل برعکس ہونا چاہئے۔ کوئی ان کو کہے چلو جی چلیں۔ کہیں ٹھہرو میں ذرا لپ سٹک صاف کر لوں، غازہ صاف کر لوں، میں تو بہت بنی ٹھنی ہوں، میں نے باہر جانا ہے غیر دیکھیں گے اس لئے میں ذرا مناسب ہو جاؤں۔ بالکل اس رجحان کے برعکس رجحان ہے جو آپ کو ساری دنیا کی عورتوں میں یکساں دکھائی دیتا ہے۔ یہ جو فطرت کی بات قرآن کر رہا ہے یہ ہر جگہ برابر ہے۔ اس میں اسلام، غیر اسلام کا کوئی فرق نہیں۔ تمام دنیا کی عورتیں گھر میں جس طرح بھی ہوں، بعض گھر میں بھی اچھے سلیقے سے رہتی ہیں مگر بعض ذرا گھر میں آتے ہی ڈھیلی پڑ جاتی ہیں، کوئی پرواہ نہیں جھاٹا پھولا ہوا ہو یا اور کچھ صبح کے جو نیند کے آثار ہیں وہ چہرے پہ اس طرح داغ ڈالے ہوئے ہوں کوئی پرواہ نہیں، لیکن باہر جانا ہو تو اچھا ایک منٹ ٹھہر جاؤ۔ یہ فطرت ہے، عام عالمی رجحان ہے عورت کا۔

تبھی قرآن کریم نے اس مضمون کو یہاں بیان فرمایا ہے کہ بوڑھی ہو جاؤ تو دل یہی چاہے گا کہ سنگھار پٹار کر کے نکلوں۔ ہم نے جب تمہیں اجازت دی ہے کہ نسبتاً کھلے ماحول میں باہر آ جاؤ تو پھر سنگھار کی اجازت نہیں ہوگی۔ یہ تمہاری فطرت کے مطابق ہو، اسلامی مزاج کے خلاف بات بن جاتی ہے۔ تو پھر احمدی معاشرہ یوں ہونا چاہئے کہ جو عورتیں کام پر جاتی ہیں، جنہوں نے پیشے اختیار کرنے ہیں، مختلف قسم کے عزت والے پیشے یعنی ڈاکٹرز ہیں یا دکانوں پر کام کرنا پڑتا ہے۔ مغربی معاشرے میں تو خصوصیت سے عورتوں کو بہت کام کرنے پڑتے ہیں جو باہر کے کام ہیں مگر عام طور پر مشرقی معاشرے میں عورتوں کے کام زیادہ تر گھر سے وابستہ رہتے ہیں لیکن مشرق بھی اب ایک مشرق تو نہیں رہا، مشارق ہیں، کئی مشرقین ہیں، کئی مختلف رجحان ہیں۔ مشرق بعید میں اور رجحان ہے وہاں عورتیں برابر اقتصادیات میں حصہ لیتی ہیں۔ افریقہ میں اور رجحان ہے وہاں مردوں سے زیادہ بعض جگہ عورتیں اقتصادیات میں حصہ لیتی ہیں۔ بچے پیدا کرتی ہیں، ان کو اٹھایا ہوا پیٹھ کے اوپر ایک سامنے جھولی میں ڈالا ہوا پھر ہل بھی چلا رہی ہیں، پھر فصلیں بھی کاٹ رہی ہیں پھر مارکیٹ پر جا کر دکانیں بھی لگا رہی ہیں۔ اب ایسی عورتوں کو آپ یہ کہیں کہ اسلام کہتا ہے کہ تم کس کے برقع سامنے رکھو اور کالی عینکیں پہن کے باہر نکلو اور ہاتھ بھی نظر نہ آئیں تو اس غریب قوم کو بھوکا مارنے والی بات ہے۔ کہاں یہ اسلام کہتا ہے۔

اسلام جو کچھ بھی کہتا ہے یاد رکھیں آپ کی عزت اور حفاظت کے قیام کی خاطر کہتا ہے کسی بنیادی انسانی حق سے محروم کرنے کے لئے نہیں کہتا۔ **پس پردہ جس معاشرے میں بھی ہو وہاں کسی صورت میں بھی عورت کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم نہیں کرتا۔** اس کے اس بنیادی حق کو قائم کرتا ہے کہ چونکہ وہ نسبتاً زیادہ لطیف چیز ہے خدا تعالیٰ نے اس کو ایک نمایاں حسن عطا کیا ہے وہ حسین ہو یا نہ ہو اس کی نسوانیت میں ایک حسن ہے جس کی طرف نظریں جذب کے ساتھ اٹھتی ہیں اس لئے اس کی حفاظت کی خاطر پردہ ہے نہ کہ اس کو محروم کرنے کے لئے۔ اگر پردہ محروم کرتا ہے تو گندے مردوں کو محروم کرتا ہے۔ ان مردوں پر قدغن ہے جن کا دل یہی چاہتا ہے کہ پردہ اٹھ جائے اور پھر وہ مزے کرتے پھریں جس طرح بھی چاہیں تو یہ بالکل غلط مفہوم ہے جو پردے کا دنیا میں سمجھا جا رہا ہے کہ اسلام نے عورت پہ پابندی لگا دی ہے۔

اسلام نے مرد پر پابندی لگائی ہے کہ تم لوگوں پر ہمیں اعتبار کوئی نہیں۔ جس طرح عورت کی فطرت ہے سنگھار کرے تمہاری فطرت ہے کہ دوسروں کے سنگھار سے ناجائز فائدے اٹھاؤ اور جگہ جگہ اپنی نظروں کو ناحق سیراب کرتے پھرو، اس کی اجازت نہیں ہے۔ چونکہ مرد اپنی فطرت سے مجبور ہے اور اس کی نظریں زیادہ بہکتی ہیں عورت کے مقابل پر اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو ان مواقع سے ہی محروم کر دیا کہ اب عورتیں بن سنور کر پبلک میں نہیں آئیں گی تاکہ جو کچھ بھی تمہیں خدا نے جائز ضروریات عطا کی ہیں ان کو جائز ذریعے سے پورا کرو اور اپنے گھر میں پاک ستھرے ماحول میں تسکین قلب کے سامان کرو۔ اس لئے اسلامی معاشرے کی اس روح کو آپ کے لئے سمجھنا بہت ضروری ہے ورنہ حقیقت میں آپ پردے کا حق ادا نہیں کر سکتیں، نہ اس کی روح کو سمجھ سکتی ہیں۔

پس کسی کام سے محرومی کے لئے، کسی حق سے محرومی کے لئے پردے کی تعلیم قرآن کریم میں کہیں بھی مذکور نہیں۔ ہر جگہ پردے کی تعلیم کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں، احادیث کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں عورت کو کبھی کسی پہلو سے اس کے جائز بنیادی حق سے اسلامی پردہ محروم نہیں کرتا۔ ہاں اس کی حفاظت کرتا ہے، اس کی عزت کی حفاظت کرتا ہے، اس کی تسکین کی حفاظت کرتا ہے، اس کے گھر کی حفاظت کرتا ہے، اس جنت کے حفاظت کرتا ہے جو عورت کے بغیر بنائی نہیں جا سکتی۔ عورت کو اس جنت سے نکال دیں تو آدم ویسے ہی پیچھے پیچھے نکل جائے گا اس بے چارے کا کیا رہ جاتا ہے۔ اس لئے عورت نے نکالا ہو یہ الگ مسئلہ ہے۔ مگر عورت کو اکیلا اللہ نکالتا تو وہ جنت ہی نہ رہتی، آدم نے جانا ہی جانا تھا وہاں سے۔ اس لئے فرمایا تم دونوں ہی چلے جاؤ کیونکہ اکٹھے رہے بغیر تمہارا گزارہ چل ہی نہیں سکتا۔ پس اس پہلو سے آپ ایسی جنت بنائیں جہاں آدم اور حوا دونوں اکٹھے اکٹھے پھریں۔ گھر میں بھی ساتھ رہیں گھر کے باہر بھی ساتھ رہیں۔ معاشرہ حسین ہو جائے اور عورت اپنے کسی جائز حق سے محروم نہ رہے۔

پس میں نے بتایا ہے کہ کام ہیں اب ان کام کرنے والی عورتوں کو جو افریقہ میں کام کرتی ہیں آپ دیکھیں ان میں کہیں اشارۃً بھی وہ سنگھار نہیں پایا جاتا جو بے وجہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ ان کی ساری شکل و صورت، ان کے کاموں کا انہماک طبیعت میں کوئی گندہ خیال پیدا کرتا ہی نہیں۔ حالانکہ ان میں ایسی بھی ہیں جو اپنے رواج کی وجہ سے، مسلمان صرف نہیں غیروں کی بات بھی میں کر رہا ہوں، اپنے رواج کی وجہ سے تقریباً نیم ننگی ہوتی ہیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۷۵)

سینگونیریا اور سیپیا کے استعمالات اور علامات کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۳ اپریل ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن: (۳ اپریل ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں سینگونیریا اور سیپیا پڑھائیں اور ان کے خواص اور استعمالات بیان فرمائے۔

سینگونیریا
(SANGUINARIA)

حضور نے فرمایا سینگونیریا میں عموماً سر درد گدی سے شروع ہوتی ہے اور پھر دائیں آنکھ کے اوپر SETTLE ہو جاتی ہے۔ عام طور پر ایسی سر درد جو گدی سے شروع ہوکر دائیں آنکھ پر ٹھہر جائے سینگونیریا کی یاد دلاتی ہے۔ اور اگر بائیں آنکھ پر ہو تو سپائی جیلیا۔ لیکن سینگونیریا کی خرابی خون کی خرابی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور سپائی جیلیا ہمیشہ NERVES کی حساسیت اور زود حسی سے تعلق رکھتی ہے اس لحاظ سے ان میں مزاج کا بھی فرق ہے۔ سینگونیریا میں SOBBING سر درد ہوتی ہے اور سپائی جیلیا میں لہریں سی اٹھتی ہیں جیسے کوندے سے لپک رہے ہوں، بہت تیز کاٹنے والی دردیں ہوتی ہیں۔

سینگونیریا میں سر درد لیکیسز سے یہ تعلق رکھتی ہے کہ وہاں بھی مرض میں آنکھ کھلتی ہے تو مرض پوری طاقت سے قبضہ کئے ہوئے ہوتی ہے۔ نیند مرض کو بڑھاتی ہے اور سینگونیریا میں بھی آنکھ درد کے ساتھ کھلتی ہے۔ جیلسیمئم میں بھی بعض دفعہ صبح درد شروع ہوتی ہے۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ جیلسیمئم میں معمول کی نیند کے بعد صبح درد شروع نہیں ہوتی۔ ہمیشہ جب نیند کے اوقات میں تبدیلی واقع ہو یا کھانے پینے کے اوقات آگے پیچھے ہو جائیں۔ یا صبح ناشتہ نہ کرے چائے پینے کی عادت ہو اور نہ ملے تو جیلسیمئم کی سر درد شروع ہو جاتی ہے اور شام کی چائے کی اگر کسی کو عادت ہو اور نہ پیئے تو پھر بھی جلسیمئم کی سر درد ہو جاتی ہے۔

نیند سے جب بھی بیماری میں آنکھ کھلے تو لیکیسز اور سینگونیریا اور بھی بعض دوائیں ہیں۔ اگر دماغ کا کنفیوژن زیادہ ہو تو صبح کو سر درد ہوگی حالانکہ الٹی بات ہے، رات کو زیادہ ہونا چاہیئے۔ اس کے لئے ایسکولس ہے۔ اس طرح صبح کے اٹھنے کے وقت کون کون سی تکلیفیں بڑھتی ہیں۔ صبح کے سر درد میں سے نیٹرم میور کی سر درد بھی ہے لیکن وہ آنکھ کھلنے پر شروع نہیں ہوتی، وہ نو بجے کے لگ بھگ شروع ہوتی ہے اور شام تک چلتی ہے اور رات سے پہلے پہلے اس کو سکون مل جاتا ہے۔

گلونائن بھی دوپہر ہی کی درد ہے مگر اس میں فرق ہے کہ نیٹرم میور کا لازمی نہیں کہ بھوک سے تعلق ہو جبکہ گلونائن کا اکثر اوقات بھوک لگنے سے تعلق ہے۔

سینگونیریا میں متلی اور قے ہوتی ہے۔ لیکن سپائی جیلیا کی دردوں میں صرف اعصابی دردیں ہیں، متلی نہیں ہوتی۔

سینگونیریا گرم مزاج کی ہے۔ اس کا مزاج پلسٹیلا سے ملتا ہے۔

LARYNX آلہ صوت اور سانس کی نالی میں جو کھانسی ہوتی ہے اس میں درد بہت ہوتی ہے۔ سینگونیریا میں اگر ان دونوں حصوں کی انفلیمیشن ہو کھجلی کی بجائے، تو درد نمایاں ہوتی ہے۔ بات کرتے ہی درد ہو جاتی ہے۔ سینگونیریا اس میں دوسری دواؤں کی نسبت بہت مفید ہے۔ اور کھانسی کے ساتھ لگتا ہے کہ یہاں کچھ ہوا پھنسی ہوئی ہے۔ اس کو نکالیں تو آرام ملتا ہے۔ یہ سینگونیریا کی خاص علامت ہے۔

یہ دوا سل میں اور بہت گہری چھاتی کی تکلیفوں میں بھی کام آتی ہے لیکن کیوریٹو کے طور پر نہیں بلکہ آرام پہنچانے کے لحاظ سے۔

سلفر، سینگونیریا اور سلیشیا ــ تینوں کی PERIODIC مقررہ وقفوں سے سردرد ان کا خاصہ ہے۔ سلیشیا اور سینگونیریا کی سر درد میں اشتباہ ہوسکتا ہے کیونکہ دونوں دائیں طرف ہوتی ہیں۔ ایک اور دائیں طرف کی دوا ہے جس کا سلیشیا سے مزاج ملتا ہے وہ ہے میگ فاس۔ فرق یہ ہے کہ سلفر اور سینگونیریا کی ایک بریکٹ بنتی ہے کیونکہ دونوں خونکا توازن بگڑنے سے اور خون کے اندر زہریلے مادوں کی وجہ سے سردرد پیدا کرتے ہیں۔ سلیشیا اور میگ فاس کی سر درد اعصاب سے زیادہ تر تعلق رکھتی ہے۔ چہرے کی درد دائیں طرف اور سر درد ہمیشہ چہرے پر ضرور آتی ہے۔ پیچھے کی بجائے سامنے اترتی ہے۔ اس میں میگ فاس اور سلیشیا بہت مؤثر ہیں۔

اگر زیادہ گہری تکلیف ہو تو سلیشیا ورنہ میگ فاس دی جائے۔ اور دونوں کو ٹھنڈ سے تکلیف بڑھتی ہے۔ سینگونیریا کو سردی سے آرام آتا ہے۔

اعصاب کی درد اگر بائیں طرف ہو، اسی قسم کی ملتی جلتی سلیشیا یا میگ فاس سے تعلق رکھتی ہے وہ ہے سپائی جیلیا۔

ساتویں دن کی پہچان سردرد کی، سینگونیریا، سلیشیا، سلفر اور آرسنک بھی ساتویں دن کے درد کی دوا ہے۔ لیکن آرسنک کی سر درد سات سات دن کے وقفے سے آتے ہیں۔ یعنی سات دن یا سات + سات = چودہ یا بعض دفعہ سات + سات + سات = اکیس۔ تو ٹائیفائیڈ جو آرسنک کے ساتھ تعلق رکھتا ہو اس کے لئے یہی دوا ہے۔ اور اس کے یہ اثرات جو پیچھے رہ جاتے ہیں اس میں بھی یہ اثر رکھتی ہے۔

سر درد جو چودہ دن کے بعد ہوگی، بہت شاذ ہوتی ہے کہ ہر چودہ دن کے بعد ضرور ہو۔ یہ آرسنک سے تعلق رکھتی ہے اور کسی دوا میں چودہ دن کا پھیر نہیں۔

سینگونیریا عموماً دائیں طرف کی درد ہے مگر بائیں کو بھی کیور کر دیتی ہے اگر باقی علامات ملتی ہوں۔

بعض لوگوں کو فروزن شولڈر کی تکلیف ہوتی ہے۔ اس میں عموماً آرنیکا اور برائیونیا دائیں طرف کے لئے کافی فائدہ مند ہے۔ لیکن سینگونیریا بھی اس میں بہت اہم دوا ہے دائیں طرف کے فروزن شولڈر میں اور بائیں طرف میں آرنیکا لیکیسز دونوں ملا کر۔

دائیں طرف کے شولڈر کے لئے سینگونیریا اچھی ہے یہ جو آرنیکا اور برائیونیا شولڈر کے لئے ہے اس میں شولڈر ہی تکلیف اٹھاتا ہے۔ اردگرد دردیں پھیلتی نہیں ہیں اگر آرام سے پڑے رہیں تو درد دبی رہے گی۔ بازو اٹھائیں تو درد ہوگی لیکن سینگونیریا میں یہ بہت نمایاں فرق ہے کہ گردن کا دایاں حصہ اور کمر کے پیچھے بھی سارے مسلز سخت ہو جاتے ہیں اور صرف شولڈر کو تکلیف نہیں ہوتی بلکہ مسلز کا جو کمبی نیشن ہے جو شولڈر کی حرکت میں حصہ لیتا ہے ان سب اعصاب میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے سینگونیریا آسانی سے پہچانی جاسکتی ہے۔

اگر صبح آنکھ کھلے اور شولڈر میں درد ہو اور گردن ٹیڑھی ہو جائے اس میں بیلاڈونا اور آرنیکا اچھی ہے سینگونیریا نہیں۔ سینگونیریا بیرونی صدمے سے نہیں ہوتی بلکہ اندرونی تکلیف ہے۔ اور اگر بیرونی طور پر ایسی کوئی تکلیف پہنچی ہو یا رات سونے میں تکیہ نکل گیا ہے، یا سر کسی ایسے زاویے پر آگیا ہے، تو جسے پٹھے چڑھنا کہتے ہیں، اس سے تکلیف ہو تو آرنیکا اور بیلاڈونا فوری اثر کرتی ہے۔

سینگونیریا میں بھی چہرے پر تمازت ملتی ہے۔ سینگونیریا میں حرکت سے تکلیف بڑھتی ہے خواہ آہستہ حرکت ہو۔ لیکن فیرم کے مریضوں میں آہستہ آہستہ حرکت سے رفتہ رفتہ آرام آنا شروع ہو جاتا ہے، تیز حرکت تکلیف دیتی ہے۔

کھانے کی بےاحتیاطیاں ــ اس سے سر درد یہ سب پلسٹیلا کی علامات میں پائی جاتی ہیں۔ اور پلسٹیلا سے فرق اس کا بہت مشکل ہے۔ سوائے اس کے کہ پلسٹیلا میں رونا زیادہ ہے نرمی بہت زیادہ ہے۔

عام طور پر معدے میں اس کا جو تیزاب ہے وہ اتنا تیز ہے کہ اگر چھوٹی سی الٹی کریں تو سارا گلا اس کی تیزابیت سے چھل جاتا ہے اور بہت زیادہ غیر معمولی طور پر زخم پہنچا دیتا ہے۔ حد سے بڑھا ہوا تیزابی مادہ معدے میں ہو تو اس کا بھی سینگونیریا علاج ہے۔

سر درد کے ساتھ عام طور پر تو کچھ کھانے کو دل نہیں چاہتا مگر بعض امراض میں سر درد کے ساتھ بھوک بھی لگتی ہے۔ مرض اور بھوک اکٹھا ہونا فاسفورس میں ہے، سورائینم میں ہے اور سینگونیریا میں۔ سورائینم کی بھوک تو کبھی مٹتی ہی نہیں۔ اور رات کو مریض اٹھ اٹھ کر بھی کھاتا ہے اور بعض دفعہ اس کو کھانا لگتا نہیں، جسم دبلا پتلا رہتا ہے۔ فاسفورس میں بھی اور سینگونیریا میں بھی سر درد میں بھوک لگ جاتی ہے۔ جو انہونی سی بات ہے اس کو یاد رکھیں۔

سینگونیریا کا فاسفورس سے امتیاز کیا ہے؟ نکس وامیکا میں اگر معدہ بریک ڈاؤن کرے تو بھوک بند ہو جاتی ہے اور درد کی بیماری شروع ہو جاتی ہے۔ اور سوارائینم میں بیماری بڑھے تو بھوک بھی ساتھ بڑھے گی۔ فاسفورس میں بھوک اور مرض اکٹھے چلتے ہیں اور بھوک میں انسان کھاتا بھی ہے لیکن سینگونیریا میں بھوک ہے لیکن کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ بلکہ بعض دفعہ جس طرح کالچیکم میں بو سے الٹی ہو جاتی ہے۔ اس میں بھی کھانے کی بو بھی بری لگتی ہے۔ لیکن بھوک کسی صورت چین نہیں پاتی۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ پلسٹیلا کی طرح اس کے مریض نے بھی چربی وغیرہ FATFOODS زیادہ کھالئے ہیں۔ سر درد ہوگئی ہے، طبیعت متلاتی ہے بھوک ہے مگر کھانے کو دل نہیں کرتا۔ یہ فرق بہت نمایاں ہے۔

سیپیا (SEPIA)

سیپیا کی مریضہ کہتی ہے کہ میں اپنے بچوں اور خاوند سے محبت کرنا چاہتی ہوں۔ اور پہلے کرتی تھی۔ مگر اب نہیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ اس کا طبعی مزاج مستقلاً ایسا نہیں۔ کسی بیماری نے اثر دکھایا ہے اس سے مزاج بگڑا ہے۔ سیپیا کی مریضہ بننے سے پہلے جگر میں تکلیف ہے۔ حمل کے دوران جب بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت یوٹرس میں خرابی ہو جاتی ہے اور بعد میں اس کے جو ڈسچارجز ہیں ان سے پہچانی جاتی ہے۔ اسی طرح بچوں کو دودھ پلانے کے وقت پوری غذا نہ ملے غریب مریضہ ہو یا اور کچھ وٹامنز وغیرہ کی کمزوریاں واقع ہو جائیں تو اس وقت بھی ایسی بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہی بچہ جس کو دودھ پلائے گی اس کے خلاف طبیعت میں غصہ سا پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی مریضہ پاگل بھی ہو جاتی ہے۔

اگر وہ پاگل ہو جائیں تو ان میں خودکشی کا رجحان نمایاں ہوتا ہے۔ اگر وقت کے اوپر ان کو سیپیا دی جائے تو اچھا اثر پڑتا ہے۔ اس کی ظاہری علامتوں میں ناک کے اوپر جیسے پرندہ بیٹھا ہو۔ کالے رنگ کا نشان ہوتا ہے۔ سیپیا میں یہ اتنا نمایاں کہا جاتا ہے کہ یہ نشان دیکھتے ہی ہومیو پیتھ سیپیا دیتے ہیں۔ مگر مجھے تو اس سے کوئی خاص فائدہ دکھائی نہیں دیا۔ سیپیا کا مزاج ہو اور جگر کی خرابی سے وہ نشان ہو تو ٹھیک ہو جائے گا۔ یا یوٹرس کی وجہ سے ہو۔ لیکن سیپیا کا مزاج ہوگا تو ٹھیک ہوگا۔

یرقان اس میں نمایاں ہے۔ جگر کی خرابی میں نے بتائی تھی وہ یرقان JAUNDICE پر منتج ہو جاتی ہے۔ اور جگر جو اپنا اثر دکھاتا ہے وہ چہرے کے اس خاص نشان کے ذریعے دکھاتا ہے۔

جس طرح حمل کے دوران بعض عورتوں کے چہرے پر چھائیاں سی پڑ جاتی ہیں۔ کالے سیاہ داغ جگہ جگہ اور بےرونق اکھڑا ہوا سا چہرہ نظر آتا ہے۔

سیپیا میں بغیر حمل کے بھی یہ علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اس میں عموماً وارٹس (موکے) نکلنے کا بھی رجحان ہے اور وہ براؤن رنگ کے ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ سرخ یا گلابی رنگ کے ہوں تو سیپیا کی خاص نشانی یہ ہے کہ اس میں PIGMENTS بن جاتی ہیں۔ یعنی موہکوں کے اندر کالے یا گہرے براؤن رنگ کے SPOTS پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ خاص سیپیا سے تعلق رکھنے والی علامت ہے۔

سیپیا میں قبض کا بھی رجحان ہے۔ لیکن خاص طور پر حمل کے دوران یہ بڑھ جاتا ہے۔ اور EXPEL کرنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اسی لئے سیپیا کی مریضہ بچہ کی پیدائش کے وقت بھی دقت محسوس کرتی ہے، اجابت اور بچہ پیدا کرنے کے وقت محسوس ہوتی ہے۔ سیپیا کے کیسز میں اگر سیپیا مددگار نہ ہو تو کولوفائیلم مددگار ہوتی ہے۔ بعض دفعہ جیلسیمئم کام آ جاتی ہے۔ خاص طور پر کولوفائیلم جیلسیمئم بہت فائدہ مند ہیں۔

سیپیا میں خالی پیٹ بھوک لگنے کا جو احساس ہے یہ سلفر میں بھی ہوتا ہے۔

یہ حمل کی قے متلی میں بہت مفید ہے اس کا امتیازی نشان یہ ہے کہ جو دوسری دواؤں میں نہیں ملتا۔ اس کو یاد رکھ لیں اس کی حمل کی تکلیفوں میں

باقی صفحہ نمبر ۴۴ پر ملاحظہ فرمائیں

"اسلامی اصول کی فلاسفی"

چشمہ کوثر نبوی کا زندہ اعجازی نشان
اور
دیوبندی حضرات کے لئے لمحہ فکریہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ، ساقی کوثر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور آپؑ کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں سے یہ ہے کہ سب عالم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمۂ کوثر سے علمی اور عملی دونوں اعتبار سے فیضیاب کریں۔ جیسا کہ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ہم جس قوت یقین، معرفت اور بصیرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اس کا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے، اور ان کا ایسا ظرف ہی نہیں ہے۔ وہ اس حقیقت اور راز کو جو خاتم الانبیاء کی ختم نبوت میں ہے، سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف باپ دادا سے ایک لفظ سنا ہوا ہے مگر اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور نہیں جانتے کہ ختم نبوت کیا ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے کا مفہوم کیا ہے؟ مگر ہم بصیرت تام سے (جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ہے ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کرسکتا۔ بجز ان لوگوں کے جو اس چشمہ سے سیراب ہوں"

نیز فرماتے ہیں:

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اسی طرح وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔"

(الحکم ۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء ص ۶۔ و ملفوظات جلد اول طبع اول صفحہ ۳۴۲ و طبع ثانی صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸۔ نظارت اشاعت ربوہ)

یوں تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلا ہوا پورا لٹریچر ہی شہنشاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی تاثیرات کا آئینہ دار ہے مگر حضور کا لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" تو فیضان نبویؐ کا زندہ اور تابندہ اعجازی نشان بھی ہے جس کی سطر سطر پر حضور نے دعا کی اور جس کے لفظ لفظ سے علم و معرفت کے سمندر موجیں مار رہے ہیں۔ یہی وہ پرمعارف کتاب ہے جس کے انوار و برکات کی چمکار کو دیکھ کر مخالفین احمدیت کی نگاہیں بھی حیرت زدہ ہوگئی ہیں اور جناب اشرف علی صاحب تھانوی جیسے دیوبندی عالم اور نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کے حکیم الامت اور مجدد ملت نے تو اس سے بھرپور استفادہ کرکے اس کے اقتباسات اپنے نام پر شائع فرمائے ہیں۔ یہ حیرت انگیز انکشاف راقم الحروف نے آج سے تیرہ سال قبل اخبار "الفضل" ربوہ مورخہ ۵ و ۷ مئی ۱۹۸۳ء کے ذریعہ کیا جس پر پاکستان کے ایک نامور اور صاحب طرز ادیب جناب جمیل احمد عدیل نے اپنے مراسلہ ۲۳ جولائی ۱۹۸۳ء میں اس رائے کا اظہار کیا کہ:

"۵ اور ۷ مئی ۱۹۸۳ء کے "الفضل" میں آپ کی تحقیق بے نظیر دیکھنے کا موقع ملا جو یقیناً چونکا دینے والی بات تھی اور ایک بہت فاضل آدمی کی علمیت کا پول کھولنے کے لئے کافی تھی.... آپ کی اس مایہ ناز تحریر سے .... دیوبندی مکتبہ فکر میں زلزلہ آگیا ہے۔"

ازاں بعد پاکستان کے ایک ممتاز بریلوی عالم دین جناب محمد افضل شاہد صاحب نے ایک تنقیدی مقالہ "تھانوی قادیانی کی دہلیز پر" کے زیر عنوان سپرد قلم کیا جو ماہنامہ "القول السدید" لاہور کی متعدد اقساط میں شائع ہوا۔ جس سے اسلامی اصول کی فلاسفی کے اعجازی نشان کی بے پناہ عظمت کا پتہ چلتا ہے اور دنیا بھر کے دیوبندی مکتب فکر رکھنے والے خدا ترس حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

ذیل میں اس مقالے کا ایک حصہ جس کا تعلق لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے ساتھ ہے، ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ جناب محمد افضل شاہد صاحب رقمطراز ہیں۔

"اسلام میں تو مجدد اسے کہا جاتا ہے جو تجدید احیائے دین کا کام کرے اور دیگر شرائط کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ممکنہ حد تک وہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھے۔ چونکہ امام اہل سنت میں یہ شرائط بطریق احسن موجود ہیں اس لئے مجدد مان لئے گئے۔ لیکن شاید گستاخان رسول کے نزدیک مجدد اس کو کہتے ہوں جو اہانت رسول کی چلائی جانے والی تحریک کی تجدید کرے اور چوری جیسے بدترین فعل میں مہارت رکھتا ہو تو یہ کام تو تھانوی صاحب نے "حفظ الایمان" لکھ کر اور قادیانی کی کتب سے صفحے کے صفحے نقل کر کے انتہائی خوبی سے سرانجام دیا ہے۔ اس لئے ان کا دعویٰ بجا ہے۔ باقی رہا ہزار سے زیادہ تصانیف والا مسئلہ تو جھوٹ ان کو گھٹی میں پڑا ہے اور یہ لوگ اس مقولے پر سختی سے کاربند ہیں کہ "جھوٹ اتنی کثرت سے بولو کہ سچ کا گمان ہونے لگے"۔ اول تو یہ متضاد دعوے کر رہے ہیں۔ ابتداءً تو ہزار کتب کا دعویٰ تھا اور اب "اکابر علمائے دیوبند" میں ڈیڑھ ہزار سے زائد کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ یہاں مجھے ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے کہ چند دوست ہر روز اکٹھے بیٹھ کر زبانی زبانی حلوہ پکاتے کوئی کہتا پاؤ پاؤ جنس ہو کوئی کہتا آدھا آدھا کلو۔ آخر ایک خاموش طبع دوست نے ایک دن تنگ آکر کہا کہ نہیں من من جنس ہونی چاہئے۔ جب زبانی زبانی ہی پکانا ہے تو تھوڑا کیوں پکاتے ہو۔ تھانوی کے چیلوں نے بھی سوچا کہ جب زبانی کلامی ہی دعویٰ کرنا ہے تو بلند و بانگ دعویٰ کیوں نہ کیا جائے۔

بہرحال اگرچہ تھانویت اور نجدیت پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے مگر یہاں صرف تھانوی صاحب کی ان عبارات کو سامنے لانا مقصود ہے جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب سے چوری کرکے اپنی کتاب میں نقل کی ہیں۔

۱۸۹۶ء میں ایک ہندو سوامی شوگنا چندر نے "جلسہ اعظم مذاہب" کے نام سے لاہور ٹاؤن ہال میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا جس میں تمام مذاہب کے رہنماؤں کو دعوت دی گئی۔ ہر ایک کو پانچ پانچ سوالات دیئے گئے جن کا جواب انہیں اپنے مذاہب کی تعلیمات کی روشنی میں دینے کو کہا گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ان پانچ سوالات کے جواب پر مشتمل ایک مضمون لکھا، جس کو مرزا صاحب کے ایک معتقد مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے جلسہ میں پڑھ کر سنایا۔ جس کو بعد میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے کتابی شکل میں ربوہ سے شائع کیا گیا جو کہ اس وقت میرے سامنے ہے اس کے شروع میں "سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری" کے عنوان سے جو دعوے کئے گئے مرزا صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔

"یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے .... جو شخص اس مضمون کو اول سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب میں سنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اس میں چمک اٹھے گا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آجائے گی۔ یہ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے منزہ ہے .... مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی اور حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اول سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی .... خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالم کشف میں اس کے متعلق دیکھا کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا اور اس کے چھونے سے اس محل میں سے ایک نور ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی ہوئی۔ تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا وہ بلند آواز سے بولا اللہ اکبر خربت خیبر۔ اس کی یہ تعبیر ہے کہ اس محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذہب ہیں .... سو مجھے جتلایا گیا کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائے گا اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے الہام ہوا ان اللہ معک ان اللہ یقوم اینما قمت۔ یعنی خدا تیرے ساتھ ہے اور خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔"

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانی کو اس مضمون پر کس قدر فخر اور اعتماد ہے یقیناً قادیانی امت کے بھی یہی تاثرات ہوں گے۔ اس مضمون کے تقریباً ۲۰ سال بعد ۱۳۳۵ھ میں تھانوی صاحب نے "المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ...... اس کتاب کو پہلی بار ۱۳۶۸ھ میں ادارہ اشرف العلوم دیوبند سے شائع کیا گیا بعد میں اس کو "احکام اسلام عقل کی نظر میں" کے نام سے محمد رضی عثمانی نے اپنے دیباچہ کے ساتھ دارالاشاعت کراچی سے ۱۹۷۷ء میں شائع کیا۔ میرے پیش نظر اس وقت یہی ایڈیشن ہے۔ تھانوی صاحب نے قادیانی کی مذکورہ بالا کتاب سے پیراگراف اور صفحے در صفحے اپنی کتاب میں نقل کر ڈالے لیکن کتاب و مصنف کا حوالہ تک نہ دیا۔ شاید تھانوی صاحب کو یہ خطرہ تھا کہ اگر حوالہ دیا تو کہیں پیروکار اور مرید بھاگ نہ جائیں۔ حالانکہ ان کے پیروکار لکیر کے فقیر ہیں جنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں تھانوی کی گستاخانہ عبارتیں نہ صرف قبول کرلیں بلکہ ان کا پوری قوت سے دفاع کرنے کی کوشش ناکام کی اور کر رہے ہیں۔ وہ اس واردات میں بھی تھانوی صاحب کا پورا پورا ساتھ دیتے۔

اگر تھانوی صاحب کے اس طرز عمل پر غور کیا جائے تو تھانوی صاحب قادیانی کے مذکورہ بالا دعووں کے یہ الہامی مضمون ہے اور سب پر غالب آئے گا وغیرہ کی اپنے عمل سے تصدیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ تھانوی صاحب کا اصل مقصد قادیانی کی تعبیر و تشریح کو چوری کرنا تھا۔ الفاظ کی چوری تو شاید اس لئے کی گئی ہے کہ ان سے بہتر الفاظ کا انتخاب ممکن نہ تھا........

تھانوی ۔ قادیانی عبارات کا تقابلی جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

قرآنی آیات کا انتخاب

"مستورات اور مردوں کے لئے اسلامی پردہ کی وجوہ" کے تحت تھانوی صاحب نے جو قرآنی آیات نقل کی ہیں ان کے انتخاب میں مرزا غلام احمد کی پیروی کی ہے۔

تھانوی انتخاب	قادیانی انتخاب
قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذلک ازکیٰ لھم۔ ان اللہ خبیر بما یصنعون۔ و قل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا و لیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن الیٰ قولہ تعالیٰ و لا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن۔ و توبوا الی اللہ جمیعاً ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون۔ و لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃً و سآء سبیلا۔ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً۔	قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذلک ازکیٰ لھم۔ و قل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا و لیضربن بخمرھن علیٰ جیوبھن۔ و لا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن۔ و توبوا الی اللہ جمیعاً ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون۔ و لا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃً و سآء سبیلا۔ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً۔ ورھبانیۃً

ورهبانیةً ابتدعوها ما کتبناها علیهم الیٰ قوله تعالیٰ فما رعوها حق رعایتها۔	ابتدعوها ما کتبنٰها علیهم۔۔۔۔۔۔ فما رعوها حق رعایتها۔
(احکام اسلام عقل کی نظر صفحہ۱۶۶)	(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۵)

مندرجہ بالا دونوں کالموں کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

(ا) تھانوی صاحب نے وہی آیات نقل کی ہیں جو مرزا غلام احمد نے منتخب کی ہیں حالانکہ ان کے علاوہ بھی پردے کے متعلق آیات موجود ہیں۔

(ب) مرزا غلام احمد نے جو آیات نامکمل نقل کی ہیں تھانوی صاحب نے بھی وہ نامکمل ہی درج کی ہیں حالانکہ سورہ نور کی آیت نمبر۳۱ کا بقیہ حصہ بھی پردہ سے ہی متعلق ہے۔ البتہ سورہ نور آیت نمبر۳۰ کا آخری حصہ ان اللہ خبیر بما یصنعون جس کو مرزا غلام احمد نے نقل نہیں کیا تھا تھانوی صاحب نے نقل کرکے آیت تو مکمل کردی لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ اس حصے کا ترجمہ کہیں بھی درج نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ "نقل راہم عقل باید" نقل عقل سے ہوتی ہے اور عقل تھانوی صاحب میں کہاں۔ انہوں نے تو خود اقرار کیا ہے کہ:

"رہا جاہل ہونا اس کا البتہ میں اقرار کرتا ہوں بلکہ اجہل ہوں۔"

(اشرف السوانح ص۱۲۰ /ج ا بحوالہ دیوبندی علماء کی حکایات ص۳۵۱)

(ج) بظاہر دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ آیات قرآن کریم کے اندر بھی اس طرح اسی ترتیب سے ایک جگہ ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ "قل للمؤمنین سے تفلحون" تک تو سورہ نور کی آیات نمبر ۳۰ اور ۳۱ کے الفاظ ہیں۔ اس کے بعد "ولا تقربوا سے سبیلا" تک بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۲ اور اس کے بعد پھر ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً کے الفاظ سورہ نور کی آیت نمبر ۳۳ کے درمیان سے لئے گئے ہیں اور آخر میں سورہ الحدید کی آیت نمبر ۲۷ کے الفاظ ہیں۔ یعنی تین سورتوں کی مختلف آیات کو اس طرح ایک تسلسل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے کہ عام قاری کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ آیات ایک جگہ سے لی گئی ہیں یا مختلف سورتوں سے۔ قادیانی کی کتاب کے حاشیہ میں تو اس چیز کی نشاندہی کی گئی ہے لیکن تھانوی صاحب نے یہ زحمت گوارا نہ کی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سورہ نور کی پہلی دو آیات یعنی تفلحون کے بعد جو آیات نقل کی گئی ہیں ان کا براہ راست پردہ سے کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ قرآن کریم کی چند دوسری آیات جن کا پردہ سے بلاواسطہ تعلق ہے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ تھانوی صاحب تو بس آنکھیں بند کرتے قادیانی کی تقلید کرکے چلے گئے۔

ترجمہ و تفسیر کی چوری

مرزا غلام احمد نے مذکورہ بالا آیات کا جو ترجمہ اور تشریح کی ہے تھانوی صاحب نے چند الفاظ تبدیل کرکے من و عن اسی کو نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تھانوی کی عبارت

ترجمہ: یعنی ایماندار مردوں کو کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں یعنی ایسی عورتوں کو کھلے طور نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہوسکتی ہوں اور ایسے موقع پر نگاہ کو پست رکھیں اور اپنی ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں (ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانے کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں ان کے حسن کے قصے نہ سنیں جیسا دوسری نصوں میں ہے) یہ طریق نظر اور دل کے پاک رہنے کے لئے عمدہ طریق ہے۔ ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہدے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں (نیز ان کی پرشہوات آوازیں نہ سنیں جیسا دوسری نصوص میں ہے) اپنے ستر کی جگہ کو پردے میں رکھیں، اور اپنے زینت کے اعضاء کو کسی غیرمحرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہوکر سر پر آ جائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر (ناچنے والیوں کی طرح) نہ ماریں (یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچاسکتی ہے) اور (دوسرا طریق بچنے کے لئے یہ ہے کہ) خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو (اور اس سے دعا کرو تا ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے) زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہوسکتا ہے اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو زنا کرنا نہایت درجہ کی بےحیائی ہے۔ زنا کی راہ بہت بری راہ ہے۔ یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری اخروی منزل کے لئے سخت خطرناک ہے اور جس کو نکاح میسر نہ آوے چاہئے کہ وہ اپنے تئیں دوسرے طریقوں سے بچاوے مثلاً روزہ رکھے یا کم کھاوے یا اپنی طاقتوں سے تن آزار کام لے اور ان لوگوں نے یہ طریق بھی

قادیانی کی عبارت

یعنی ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں، اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہوسکتی ہوں اور ایسے موقعوں پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں۔ ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کے لئے عمدہ طریق ہے۔ ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہدے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچاویں نیز ان کی پرشہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنی ستر کی جگہوں کو پردہ میں رکھیں اور اپنے زینت کے اعضاء کو کسی غیرمحرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہوکر سر پر آ جائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچاسکتی ہے۔

اور دوسرا طریق بچنے کے لئے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعا کریں تاکہ ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے۔ زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہوسکتا ہو اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو، جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ زنا کی راہ بہت بری راہ ہے۔ یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کے لئے سخت خطرناک ہے اور جس کو نکاح میسر نہ آوے چاہئے کہ وہ اپنی عفت کو دوسرے طریقوں

نکالے ہیں کہ وہ ہمیشہ عمداً نکاح وغیرہ سے دست بردار رہے یا خوجے (مخنث) بن گئے یا اور کسی طریق سے انہوں نے رہبانیت اختیار کی۔ مگر ہم نے ان پر یہ حکم فرض نہیں کیا۔ اور پھر وہ ان بدعتوں کو بھی پورے طور پر نباہ نہ سکے۔ خدا تعالیٰ کے قول کے عموم میں یہ مضمون کہ ہمارا یہ حکم نہیں کہ لوگ خوجے بنیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اگر خدا کا حکم ہوتا تو سب لوگ اس پر عمل کرتے ہوتے تو اس صورت میں بنی آدم کی قطع نسل ہوکر کبھی کا دنیا کا خاتمہ ہو چکتا اور نیز اگر اس طرح پر عفت حاصل کرنا ہو کہ عضو مردی کو کاٹ دیا جاوے یہ در پردہ اس صانع پر اعتراض ہے جس نے وہ عضو بنایا اور نیز ثواب کا تمام مدار تو اس بات پر ہے کہ قوت موجود ہو اور پھر انسان خدا تعالیٰ کا خوف کرکے ممانعت کی جگہ اس قوت کے جذبات کا مقابلہ کرکے اور اجازت کی جگہ اس کے منافع سے فائدہ اٹھا کر دو طور کا ثواب حاصل کرے۔ اور جس میں بچہ کی طرح وہ قوت ہی نہیں رہی اس کو ثواب کیا ملے گا۔ کیا بچہ کو عفت کا ثواب مل سکتا ہے۔

(احکام اسلام عقل کی نظر میں صفحہ ۱۶۶ سے ۱۶۸)

سے بچاوے مثلاً روزہ رکھے یا کم کھاوے یا اپنی طاقتوں سے تن آزار کام لے اور اور لوگوں نے یہ بھی طریق نکالے ہیں کہ وہ ہمیشہ عمداً نکاح سے دست بردار رہیں یا خوجے بنیں اور کسی طریق سے رہبانیت اختیار کریں۔ مگر ہم نے انسان پر یہ حکم فرض نہیں کئے۔ اسی لئے وہ ان بدعتوں کو پورے طور پر نباہ نہ سکے۔ خدا کا یہ فرمانا کہ ہمارا یہ حکم نہیں کہ لوگ خوجے بنیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اگر خدا کا حکم ہوتا تو سب لوگ اس حکم پر عمل کرنے کے مجاز بنتے۔ تو اس صورت میں بنی آدم کی قطع نسل ہوکر کبھی کا دنیا کا خاتمہ ہو جاتا اور نیز اگر اس طرح پر عفت حاصل کرنی ہو کہ عضو مردی کو کاٹ دیں تو یہ در پردہ اس صانع پر اعتراض ہے جس نے وہ عضو بنایا اور نیز جب کہ ثواب کا تمام مدار اس بات پر ہے کہ ایک قوت موجود ہو اور پھر انسان خدا تعالیٰ کا خوف کرکے اس قوت کے خراب جذبات کا مقابلہ کرتا رہے اور اس کے منافع سے فائدہ اٹھا کر دو طور کا ثواب حاصل کرے۔ پس ظاہر ہے کہ ایسے عضو کے ضائع کر دینے میں دونوں ثوابوں سے محروم رہا۔ ثواب تو جذبہ مخالفانہ کے وجود اور پھر اس کے مقابلہ سے ملتا ہے مگر جس میں بچہ کی طرح وہ قوت ہی نہیں رہی اس کو کیا ثواب ملے گا۔ کیا بچہ کو اپنی عفت کا ثواب مل سکتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۵ سے ۳۷)

دونوں عبارتوں کا موازنہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مرزا صاحب نے قرآنی آیات کا ترجمہ مسلسل نہیں کیا بلکہ آیت کے ایک حصہ کا ترجمہ کرنے کے بعد ساتھ ہی اس کی تشریح بھی کی ہے۔ تھانوی صاحب نے بھی اسی روش کو اپنایا اور مرزا صاحب کے ترجمہ و تشریح کو لفظ بلفظ نقل کردیا۔ سوائے اس کے کہ اپنے کو اپنی، بیگانہ کو بیگانے، کرو کو کریں اور ہیں کو تھے وغیرہ میں تبدیل کردیا گیا جبکہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ یہ تو ایک معمولی پڑھا لکھا انسان بھی کرسکتا ہے۔ ایسی تبدیلی تو محض عبارت بےتوجہی سے نقل کرتے ہوئے بھی ہو جاتی ہے اور یہ تبدیلی ایسی ہی نظر آتی ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ تھانوی صاحب نے خود بھی قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے لیکن ان عبارتوں کی چوری بہت پہلے کی گئی اور ترجمہ تقریباً ۳۹ سال بعد ۱۳۷۴ھ میں کیا گیا۔ وہ بھی ایسا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت و رفعت کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا بلکہ گھٹیا اور گستاخانہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں...

پاکدامن رہنے کے لئے پانچ علاج

اس عنوان کے تحت مذکورہ بالا آیات کی مرزا صاحب نے مزید تشریح کی ہے جس کو تھانوی صاحب بعینہ گزشتہ عبارت کے ساتھ ہی نقل کیا ہے۔

تھانوی کی عبارت

ان آیات میں مع دیگر نصوص کے خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے کافی علاج بھی بتلادیئے یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔ کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔ نامحرموں کے قصے نہ سننا اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں کہ اس بدفعل کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا اور اگر نکاح نہ ہوسکے تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام سے ہی خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوت کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا) ایسی ہے کہ اس کے جذبات محل اور موقع پاکر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے۔ یا اگر باز بھی رہ سکے تاہم سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم

قادیانی کی عبارت

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے ہیں۔ یعنی یہ کہ اپنی[۱] آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔ کانوں[۲] کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔[۳] نامحرموں کے قصے نہ سننا اور ایسی تمام تقریبوں[۴] سے جن میں اس بدفعل کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔ اگر نکاح[۵] نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعوے کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام سے ہی خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا یہی ہے اس کے جذبات شہوت محل اور موقع پاکر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے۔ یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

قوم عاد حضرت نوحؑ کے پوتے ارم بن سام کی نسل سے تھی اور بڑی شان و شوکت والی قوم تھی جو یمن اور عراق سے لے کر خلیج فارس تک پھیلی ہوئی تھی، بت پرست تھی اور بت تراشی اور فن تعمیر میں کمال رکھتی تھی۔ علم ہندسہ، علم کیمیا اور ھیئت پر بھی عبور حاصل تھا۔ کئی آلات حرب کی موجد تھی لیکن متکبر، سرکش اور ظالم قوم تھی، عوام کا پیشہ زراعت تھا۔ اس قوم کی ایک معزز شاخ "خلود" کے فرد حضرت ہودؑ کو قوم کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مامور فرمایا۔ آپؑ سرخ و سفید رنگ کے بارلیش وجیہہ شخص تھے اور پیشہ کے لحاظ سے تاجر تھے۔ آپؑ نے قوم کو اللہ کی اطاعت اور عبد شکور بننے کی تعلیم دی لیکن قوم نے کفر اختیار کیا اور عذاب پر اصرار کیا چنانچہ قومی عید یا میلے کے ایام میں یہ قوم ایسی آندھی کے عذاب سے ہلاک کی گئی جو متواتر سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی اور اس سے انکا شہر ریت میں دب گیا۔ حضرت ہودؑ پہلے نبی ہیں جو عرب میں مبعوث ہوئے۔ عذاب کے بعد آپؑ نے مومنین کی جماعت کے ساتھ حضرموت کی طرف ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ تریم کے مقام پر آپؑ مدفون ہیں۔ قوم عاد کا ذکر قرآن کریم میں ۲۱ بار آیا ہے۔ یہ مضمون "الفضل" ربوہ ۲۶ مارچ و یکم اپریل کی زینت ہے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت میاں پیر محمد صاحب ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے ۱۹۰۴ء میں بذریعہ خط بیعت کی لیکن قادیان جانے کی مالی توفیق نہ ہونے کی وجہ سے حضورؑ کی زیارت سے محروم رہے۔ آخر خلافت اولیٰ کے دور (۱۹۱۰ء) میں اپنے گاؤں مانگٹ اونچے سے پاپیادہ روانہ ہوئے۔ اپنی چادر ۱۰ پیسے میں فروخت کرکے زادراہ کے طور پر مصرف میں لائے۔ قادیان میں اپنے بھائی حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ کے ہاں مقیم ہوئے اور مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کا قصد کیا لیکن عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے داخل نہ کئے گئے۔ چنانچہ ہیڈماسٹر صاحب کی شکایت لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ نے جواباً فرمایا "حضرت ابوہریرہؓ کس سکول کے پڑھے ہوئے تھے، مسجد اقصیٰ میں بیٹھ جاؤ، اگر تمہیں کوئی نہ پڑھائے تو پھر مجھے بتانا"۔ چنانچہ آپ نے مسجد میں بزرگ علماء سے اسباق لیکر ترجمہ قرآن سیکھا۔ قادیان میں ۱۰ ماہ گزار کر کچھ برس حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کی شاگردی اختیار کی اور پھر واپس گاؤں چلے آئے۔ پڑھنا قادیان میں سیکھ لیا تھا لیکن لکھنا تب سیکھا جب گاؤں میں حکومت نے بینک کھولے اور آپ کیشیئر مقرر ہوئے۔ یہ بینک ختم ہوگئے لیکن امانتوں کا کام عمر بھر جاری رہا۔ گاؤں کے امام مسجد بھی رہے۔ سو سال کی عمر میں ۱۳ فروری ۱۹۸۹ء کو وفات پائی۔ بروقت اور کم کھانا آپکی صحت کا راز تھا۔ آپکا ذکر خیر محترم محمد محمود طاہر صاحب نے روزنامہ "الفضل" یکم اپریل میں کیا ہے۔

— ★ ★ ★ —

حضرت (صاحبزادی نواب) مبارکہ بیگم صاحبہؓ بنت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئیں۔ پیدائش سے قبل حضورؑ کو بشارت دی گئی کہ یہ زیورات میں نشو و نما پائیں گی۔ ۱۹۰۱ء کے ایک الہام میں انہیں "نواب مبارکہ بیگم" کا لقب عطا ہوا۔ لجنہ کی ابتدائی ممبرات میں آپکا نمبر دوسرا ہے۔ گو آپؓ نے کسی سکول میں تعلیم نہیں پائی نہ کوئی ڈگری لی لیکن جماعت کے چوٹی کے علماء آپکے استاد رہے۔ قرآن کریم کی تعلیم حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ سے ۳ سال کی عمر میں شروع کی اور ساڑھے ۴ سال میں دہرا بھی لیا۔ بہت چھوٹی عمر سے آپکو سچے خواب آیا کرتے تھے جنہیں حضورؑ لکھ لیا کرتے تھے۔ حافظہ غیر معمولی تھا۔ اکثر چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بےتکلفی سے حضورؑ سے پوچھ لیا کرتی تھیں۔ ایک شام آسمان پر دھنک دیکھ کر پوچھا کہ اسے عربی میں کیا کہتے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا عربی میں اسے قوس قزح کہتے ہیں جس کے معنے شیطان کی کمان ہے، تم اسے قوس اللہ کہا کرو۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ "حضورؑ کی زبان میں معجزانہ اثر تھا، آپؑ نہ بات بات پر ٹوکتے نہ شوخیوں پر جھڑکتے بلکہ انتہائی نرمی سے فرماتے کہ یوں نہ کرو۔ جس بات سے آپؑ نے منع کیا مجھے یاد نہیں کہ کبھی بھول کر بھی وہ بات کی ہو۔" آپؓ کی سیرۃ کے بعض واقعات محترمہ ستارہ مظفر صاحبہ کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۷ مارچ و ۱۵ اپریل کی زینت ہیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ "میری چارپائی حضرت اقدسؑ کی چارپائی کے قریب ہوا کرتی تھی اور ۴ سال کی عمر میں جب رات کو مجھے ڈر لگتا تو میں حضورؑ کی چارپائی پر آ جاتی۔ جب میری عمر ۵ سال ہوئی تو حضورؑ نے فرمایا "جب بچے بڑے ہونے لگتے ہیں تو پھر اس طرح نہیں آگھسا کرتے، میں تو اکثر جاگتا رہتا ہوں، تم چاہے سو دفعہ مجھے آواز دو میں جواب دوں گا اور پھر تم نہیں ڈروگی" چنانچہ پھر میں نے بستر پر کود کر آپؑ کو تنگ کرنا چھوڑدیا جب ڈر لگتا پکار لیتی اور آپؑ فوراً جواب دیتے ..... میں بچہ تھی، بالکل چھوٹی جب بھی آپؑ نے مجھے کہا کہ جب تم آنکھ کھلے کروٹ لیتی ہو اس وقت ضرور دعا کرلیا کرو"۔ آپؓ فرمایا کرتیں کہ دعا کی یہ عادت ہمیشہ قائم رہی۔

ایک موقعہ پر حضرت اماں جانؓ سے حضور علیہ السلام نے پرجوش تسلی بخش آواز میں فرمایا "اس پر سوکن ہرگز نہ آئے گی"۔ یہ پرشوکت ارشاد بفضل خدا پورا ہوا۔ آپؓ کی شادی ریاست مالیر کوٹلہ کے رئیس اعظم اور حضرت اقدسؑ کے انتہائی مخلص مرید حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو دو بیٹے اور تین بیٹیوں سے نوازا۔

— ★ ★ ★ —

ایوان محمود ربوہ میں جماعت احمدیہ پاکستان کی ۷۷ویں مجلس مشاورت ۲۹ تا ۳۱ مارچ کو منعقد ہوئی۔ روزنامہ "الفضل" ۹ اپریل میں شائع شدہ رپورٹ کے مطابق جملہ اجلاسات کی صدارت حضور انور کے ارشاد کے تحت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب امیر مقامی نے کی۔

— ★ ★ ★ —

اس کالم کے لئے موصول شدہ دیگر رسائل میں ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" اپریل ۹۶ء، ماہنامہ Sathyadoothan کیرلہ (انڈیا) اپریل ۹۶ء، سہ ماہی "زینب" ناروے جنوری تا مارچ ۹۶ء، شامل ہیں۔ رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اردو اور انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں شائع ہونے والے مضامین کا خلاصہ اردو میں بھی ارسال فرمایا کریں۔

بقیہ: "اسلامی اصول کی فلاسفی"

عورتوں کو بلاتکلف تو دیکھ لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر بھی ڈال لیں اور ان کے تمام ناز انداز ناچنا وغیرہ بھی مشاہدہ کرلیں، لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے نہیں۔ بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں، نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے، بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے ہی سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تاکہ ٹھوکر نہ کھاویں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ بےقیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آئیں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں۔ اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ بےقیدی ضرور گناہ کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا نے چاہا نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی تقریب پیش نہ آوے جس سے یہ خطرات جنبش کرسکیں۔

بلاتکلف دیکھ تو لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر ڈال لیں اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کرلیں، لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اور ان کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے سنیں۔ بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور ان کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں، نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے، بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تاکہ ٹھوکر نہ کھاویں۔ کیونکہ ضروری ہے کہ بےقیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں۔ اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بےقیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کرسکیں۔

اس کے بعد تھوڑا سا حصہ حذف کرکے آخر سے عبارت نقل کی ہے۔

تھانوی کی عبارت

اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بےمحابا نظر اٹھاکر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غض بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آ جائے گی اور اس کی تمدنی ضرورت میں فرق نہیں پڑے گا۔ یہی وہ خلق ہے جس کو احصان اور عفت کہتے ہیں۔

(احکام اسلام عقل کی نظر میں صفحہ ۱۶۸ سے ۱۶۹)

قادیانی کی عبارت

اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے۔ اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بےمحابا نظر اٹھاکر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غض بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آ جائے گی اور اس کی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ یہی وہ خلق ہے جس کو احصان اور عفت کہتے ہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۴۷ سے ۴۹)

دونوں کالموں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اس عبارت میں بہت ہی کم الفاظ کو تبدیل کیا ہے اور جو تشریح اور فلاسفی مرزا صاحب نے پیش کی ہے تھانوی صاحب نے اس کو دل و جان سے قبول کرلیا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD. BRADFORD. BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

10/06/1996 - 19/06/1996

Monday 10th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 6(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab 6.6.96 (R)
02.00	Speech by Aftab Ahmad Khan Sb
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 151 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No.19 (R)
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends. 9.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 6(R)
07.00	Around The Globe -Etiquettes of Conversation
08.00	Siraiky Programme - F/S 4.8.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab 6.6.96 (R)
10.00	Bangla /Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 151 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 6(R)
13.00	Indonesian Programme.
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV. 10.6.96(N)
15.00	MTA Sports - Football Match Majlis-e-Khuddam-ul-Ahmadiyya Karachi Rabwah Vs Lahore
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 39 (New)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel - ul - Quran Lesson No 5
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 152 (New)
21.00	Islamic Teachings - Islami Akhlaq By Laiq Tahir Sahib
21.30	Various Programme
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV 10.6.96(R)
23,.00	Learning French Lesson No. 17
23:30	Various Programme

Tuesday 11th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel - ul - Quran Lesson No. 5 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 39 (R)
02.00	Islamic Teachings - Islami Akhlaq By Laiq Tahir Sahib (R)
02.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 152 (R)
04.00	Learning French Lesson No. 17 (R)
04.30	Various Programme
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV. 10.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No. 5 (R)
07.00	MTA Sports - Football Match - Majlis-e-Khuddam-ul-Ahmadiyya Karachi Part2
08.00	Pushto Programme - F/S 6.5.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab. No. 39 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 152(R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Tarteel - Ul - Quran Lesson No. 5 (R)
13.00	From The Archives - F/S -on Tarbiyyat 27.1.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV. 11.6.96 (N)
15.00	Medical Matters -'Anaemia' - Dr Latif Qureshi
15:30	Conversation with Tom Cox by Aftab Khan Sb 31.7.95
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 40 (New)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy No. 7
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 7(N)
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No 153 (New)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat No.26
21.30	An Interview with a New Convert from Canada 31.7.95
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV 11.6.96 (R)
23.00	Learning Chinese Lesson No.16
23.30	Hikayat-e-Shereen No 3 (N)

Wednesday 12th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 7(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 40 (R)
02.00	Around The Globe - Hamari Kaenat No.26 (R)
02.30	An Interview with a New Convert from Canada 31.7.95
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 153 (R)
04.00	Learning Chinese - Lesson No. 16 (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen No 3 (R).
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV 11.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 7(R)
07.00	Medical Matters -"Anaemia" -Dr Latif Qureshi
07.30	Conversation with Tom Cox 31.7.95
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 40 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 153 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on 'Tarbiyyat-e-Aulad' Lesson No 7(R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV 12.6.96 (N)
15.00	MTA Variety - Dilbar Mera Yehi Hain By Ch. Hadi Ali Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 41 (New)
17.00	French Programme : Un Message De La Communaute Ahmadiyya Part 2
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel -ul -Quran Lesson No 6
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 154 (New)
21.00	MTA Life Style - Al Maida
21.30	MTA Life Style - 'Hunar'
22.00	Natural Cure - Homeopathy With Hadhrat Khalifatul Masih IV 12.6.96 (R)
23.00	Learning Arabic Lesson No. 3
23.30	Arabic Programme: Qasedah/Nazm

Thursday 13th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 6 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No 41 (R)
02.00	MTA Life Style - 'Al Maidah' (R)
02.30	MTA Lifestyle - 'Hunar'
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 154 (R)
04.00	Learning Arabic Lesson No 3 (R)
04.30	Arabic Programme - Qaseedah/Nazm
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 12.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 6 (R)
07.00	MTA Variety - Dilbar Mera Yehi Hain By Ch. Hadi Ali Sahib (R)
08.00	Sindhi Programme - Friday/Sermon 19.8.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 41 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 154 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 6 (R)
13.00	Chinese Programme: Book Reading with Love to Chinese Brothers
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih 13.6.96 (N)
15.00	Quiz Programme - Noshairah Vs Shahtaj
15.30	An Introduction Of First 14 Members Of Lajna Imaillah - about Hadhrat Sairah Khatoon Sahiba
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 42 (New)
17.00	Bosnian Programme - Q/A Session in Munich Part 2 31.5.94
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 8
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 155
21.00	M.T.A. Entertainment - Moshaira with Obaidullah Aleem Sb
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih 13.6.96 (N)
23.00	Learning Norwegian Lesson No 19
23.30	Glimpse of the Decade by B.A. Rafiq 8.5.94

Friday 14th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sahib on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 8 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 42 (R)
02.00	M.T.A. Entertainment - Moshaira with Obaidullah Aleem Sb
02.30	Glimpse of the Decade by B.A.Rafiq 8.5.94
03.00	Learning Languages with Huzur Lesson No. 155 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No 19(R)
05.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 13.6.96(R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sahib on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 8 (R)
07.00	Quiz Programme - Noshairah Vs Shatal
07.30	An Introduction of First 14 Members of Lajna Imaillah about Hadhrat Sairah Khatoon Sahiba (R)
08.00	Pushto Programme - 7.4.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 42 (R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 155
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad lesson No 8 (R)
13.00	Nazm & Darood Shareef
13.30	Friday Sermon -Live - By Hadhrat Khalifatul Masih IV 14.6.96
15.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends 14.6.96
16.00	Liqaa Ma'al Arab 11.6.96 (New)
17.00	Turkish Programme -
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 7
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 156
21.00	Medical Matters - First Aid by Dr. Mujeeb-ul-Haq Sahib
21.30	Various Programme
22.00	Friday Sermon 14.6 96(R)
23.00	Learning French Lesson No 17
23.30	Rights of Women by Sister Isha 29.1.94

Saturday 15th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 7 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab 11.6.96 (R)
02.00	Medical Matters - First Aid By Dr Mujeeb - ul - Haq - Sahib
02.30	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 156
04.00	Learning French Lesson No 17 (R)
04.30	Rights of Women by Sister Isha 29.1.94
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends 14.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 7 (R)
07.00	M.T.A. Variety - "Tech Talk"
08.00	Friday Sermon - By Hadhrat Khalifatul Masih IV 14.6.96
09.00	Liqaa Ma'al Arab - 11.6.96(R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 156 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran lesson No 7 (R)
13.00	Question Time : with Hadhrat Khalifatul Masih IV 23.5.96 Part 1 - Germany
14.00	Children's Mulaqat - with Huzur 15.6.96(R)
15.00	Meet Our Friends - Joyce Frustaglio, Councillor, City of Vaughan
16.00	Liqaa Ma'al Arab 12.6.96 (R)
17.00	Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 9 (N)
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 157
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	Various Programme
22.00	Children's Mulaqat - with Huzur 15.6.96(R)
23.00	Learning Chinese Lesson No 16
23.30	Hikayat-e-Shereen No 4 (N)

Sunday 16th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 9 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab 12.06.96 (R)
02.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
02.30	A Page From The History of Ahmadiyyat By B.A.Rafiq Sahib
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 157 (R)
04.00	Learning Chinese Lesson No 16 (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen No 4 (R)
05.00	Children's Mulaqat with Huzur 15.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 9 (R)
07.00	Meet Our Friends (R) -Joyce Frustaglio, Councillor, City of Vaughan
07.30	Various Programme
08.00	Sindhi Programme -Friday/Sermon 26.8.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab 12.06.96 (R)
10.00	Bangla Programme - Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 157 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 9 (R)
13.00	Question Time - with Hadhrat Khalifatul Masih IV - Part 2 - 23.5.96 - Germany
14.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends 16.6.96
15.00	Around The Globe -Ahmadiyyat in Desert - Part 1
16.00	Liqaa Ma'al Arab 13.6.96(New)
17.00	Albanian Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 8
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 158 (New)
21.00	Various Programme
21.30	Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV - J/S - Concluding Speech '92 UK
23.30	Learning Norwegian Lesson No 20

Monday 17th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner- Tarteel-ul-Quran No 8(R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab 13.6.96 (R)
02.00	Various Programme
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 158 (R)
04.00	Learning Norwegian Lesson No 20 (R)
05.00	Mulaqat - Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends 16.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No 8 (R)
07.00	Around The Globe - Ahmadiyyat in Desert- Part 2
08.00	Siraiky Programme -F/S 9.6.95
09.00	Liqaa Ma'al Arab 13.6.96 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 158 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner- Tarteel-ul-Quran Lesson No 8 (R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 17.6.96 (N)
15.00	M.T.A. Sports - All Rabwah Football Tournament
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 43 (New)
17.00	Turkish Programme-
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sahib on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 10 (N)
19.00	German Programme -
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 159 (New)
21.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
21.30	First Bait - by Imam Rashid Sb 23.3.94
22.00	Tarjumatul Quran Class with Hadhrat Khalifatul Masih IV 17.6.96
23.00	Learning French Lesson No 18
23.30	The Sacrifices of Ahmadi Missionaries 20.4.94

Tuesday 18th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 10 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 43 (R)
02.00	Islamic Teachings - Rohani Khazaine
02.30	First Bait by Imam Rashid Sb 23.3.94
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 159 (R)
04.00	Learning French Lesson No 18 (R)
04.30	The Sacrifices of Ahmadi Missionaries 20.4.94
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat. Khalifatul Masih IV 17.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 10 (R)
07.00	M.T.A. Sports - All Rabwah Football Tournament
08.00	Pushto Programme - F/S 16.9.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 43 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Lang. with Huzur Lesson 159 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - with Imam Rashid Sb on Tarbiyyat-e-Aulad Lesson No 10(R)
13.00	From The Archives -F/S on Tarbiyyat 3.2.89
14.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 18.6.96(N)
15.00	Medical Matters - Conversation on Medical Matters
15.30	Conversation with Adel Ben Sa'ad
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 44 (New)
17.00	Norwegian Programme - Islami Usul Ki Philosophy No 8
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No. 9
19.00	German Programme -
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 160 (New)
21.00	Around The Globe - Hamari Kaenat no 27
21.30	Interview of Ataul-Wahid
22.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 18.6.96 (R)
23.00	Learning Chinese Lesson No 17
23.30	Hikayat-e-Shereen No 5 (N)

Wednesday 19th June 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tarteel-ul-Quran Lesson No. 9 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. 44 (R)
02.00	Around The Globe - Hamari Kaenat No 27
02.30	Interview of Ataul-Wahid Sb
03.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 160 (R)
04.00	Learning Chinese Lesson No 17 (R)
04.30	Hikayat-e-Shereen No 5 (R)
05.00	Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV 18.6.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner - Tarteel - Ul - Quran Lesson No. 9 (R)
07.00	Medical Matters - Conversation on Medical Matters
07.30	Various Programme
08.00	Russian Programme
09.00	Liqaa Ma'al Arab No. 44 (R)
10.00	Bangla Programme / Urdu Programme
11.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 160 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner - Tarteel - Ul - Quran Lesson No. 9 (R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih IV.Lesson 19.6.96 (N)
15.00	M.T.A. Variety Dilbar MeraYehi Hain By Ch. Hadi Ali Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab No. 45 (New)
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner - Let's Learn Salat with Imam Rashid Sb Lesson No 1(N)
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Huzur Lesson No. 161 (New)
21.00	M.T.A. Life Style - Flower Arrangement by Mrs H.Farooqi & Mrs Sajida Khokar 17.3.94
22.00	Natural Cure - Homeopathy - With Hadhrat Khalifatul Masih 19.6.96 (R)
23.00	Learning Arabic Lesson No 4(R)
23.30	Arabic Programme - Qaseedah/ Nazm

Please note:
Programmes and Timings may change without prior notice.
All times are given in British time.
For more information please phone or fax.
+ 44 ,181 ,874 ,8344

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095

Vol. 3 Friday, June 7, 1996 No. 23

موجود مسلم معاشرہ

سلمان رشدی پیدا کرنے کی فیکٹری؟

ماہنامہ صراط مستقیم کراچی دسمبر ۱۹۹۴ء، صفحہ ۳۸ کا ایک فکر انگیز نوٹ.

(دوست محمد شاہد)

"کئی نام نہاد اسلامی گروپوں نے جو عملی طور پر عام سیاست کے اتار چڑھاؤ اور پالیسیوں سے بالکل نابلد ہیں صرف اپنی سیاسی دکانداری چمکانے کے لئے امریکہ اور یورپ کی مخالفت کو اپنے ایمان کا حصہ بنا رکھا ہے اور عوامی جذبات کو ناہموار کرنے کے لئے امریکہ اور یورپ میں تلوار کے ذریعہ اسلام کے جھنڈے گاڑنے کے ہوائی نعرے لگانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ موجودہ صورت حال میں جبکہ مغرب خود سکون کی تلاش میں ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کو ان کے سامنے امن و سلامتی کے راستے کی حیثیت سے پیش کیا جائے۔ مغربی ذرائع ابلاغ کے پروپیگنڈے کا جواب دیتے ہوئے انہیں بتایا جائے کہ اسلام اپنے آپ کو جبر کے ذریعے کسی معاشرے یا فرد پر مسلط نہیں کرتا بلکہ لوگوں کے ذہن و قلب کو متاثر کرتا ہے۔ اسلام کی اصل قوت ہتھیار نہیں بلکہ دلیل ہے ...... اسلامی تحریکوں کو اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ آخر مسلم معاشرے میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کیوں پیدا ہو رہے ہیں اور ایسے نظریات ذہنوں میں کیوں پرورش پا رہے ہیں ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ انہیں روکنے کے لئے دھمکی اور تشدد کا راستہ اپنانا ہے یا دلائل کے ذریعہ اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں دور کرنے کی مہم چلانا چاہئے"۔

اہل حدیث "مجاہدوں" کا دینی اجتماع

یہی رسالہ ماہنامہ "صدائے ہوش" کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ:۔

"گزشتہ دنوں مرکز الدعوۃ والارشاد کے زیر انتظام مرکز طیبہ مریدکے میں ساتواں سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ اپنے پیچھے خوش گوار یادوں کے ساتھ کچھ تلخ و ناخوشگوار یادیں بھی چھوڑ گیا۔ مریدکے والے اجتماع میں کچھ جدت تھی۔ کچھ انہوں نے انتظامی امور میں ظاہرداری، کچھ نظم و ضبط اور تلاشیوں کا سلسلہ کچھ افراد کلاشن کوفوں کے ساتھ پہرہ پر موجود۔ غرض اس نئی تکنیک نے لوگوں کو متاثر کیا۔ نتیجتاً اس اجتماع میں مرکز دعوۃ والارشاد کے متعلقین کے علاوہ عام اہل حدیث جن کا تنظیمی تعلق جماعت غرباء اہلحدیث۔ مرکزی جمیعت اہلحدیث، متحدہ جمیعت اہلحدیث سے ہے۔ وہ بھی اس میں شرکت کے لئے آنے لگے۔ اور ایک ایسی نفسیاتی فضا پیدا ہو گئی کہ لوگ رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع کے مقابلہ میں اس اجتماع میں شرکت کر کے خوشی محسوس کرتے۔ جس سے اجتماع کی رونق میں اضافہ ہوا۔ بات اسی حد تک رہتی تو بہت خوب تھا۔ مگر شاید مرکز الدعوۃ والارشاد کے ارباب بست و کشاد کو غلط فہمی ہو گئی ہے اور وہ اپنے سوا شاید ہر کسی کو غیر اہلحدیث سمجھنے لگے ہیں۔ اور اب "غازیان افغانستان و کشمیر" کی نوک اندازیاں اپنوں پر شروع ہو گئی ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس سال مرکز طیبہ مریدکے کا ایک رخ بطور دہشت گرد، اغوا کنندہ و غنڈہ گردی کا سامنے آیا ہے۔ اہلحدیث جانباز فورس کے کارکنان جن میں جناب خالد علوی صاحب بھی تھے۔ انہیں مریدکے سے "مجاہدین" نے اغوا کیا اور انہیں مرکز طیبہ لے کر ناجائز حراست میں رکھا۔ گھونسوں، ڈنڈوں، ٹھڈوں اور رائفل کے بٹوں سے بے دریغ مارا۔ اور پھر ان سے تحریروں پر دستخط کروا کے چھوڑا۔ خالد علوی صاحب کو مینار پاکستان کے قریب پھینک گئے۔ علاوہ ازیں ہمارے قاری محمد سلیمان زاہد صاحب سالانہ جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتہار لے کر گئے تھے تاکہ اجتماع میں شریک افراد کو کانفرنس کے بارے میں معلوم ہو سکے۔ اس طرح اہلحدیث اسٹوڈنٹ فیڈریشن کا ایک نوجوان ان کے ہتھے چڑھ گیا۔ اسے بے تحاشا تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جسے بعدازاں رانا محمد شفیق خان پسروری اور ان کے رفقاء چھڑا کر لائے"۔

(صراط مستقیم دسمبر ۱۹۹۴ء صفحہ ۲۶)

چار احمدی مسلمانوں کو سزائے قید

[پریس ڈیسک]: احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک مقامی عدالت نے چار احمدی مسلمانوں کو ۲ اپریل ۱۹۹۶ء کو دو سال قید کی سزا سنائی ہے۔ ان کے خلاف ۵ جولائی ۱۹۹۲ء کو تبلیغ کرنے کے جرم میں ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان درج کیا گیا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) مکرم محمد رفیق صاحب۔
(۲) مکرم حکیم منیر احمد صاحب۔
(۳) مکرم سید شوکت حسین صاحب۔
(۴) مکرم چوہدری منیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ شرقپور۔

بقیہ :۔ آئندہ زمانے کی جنت کی تعمیر کے لئے

جو مشرکہ عورتیں ہیں ان کا لباس وہاں تقریباً ننگا ہے لیکن جب وہ کاموں میں مصروف ہوں تو انسانی ذہن کو بھٹکنے کا کوئی موقع ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ان کا انہماک، ان کی توجہ تمام تر زندگی کے لئے قوت یعنی زندگی کے لئے ضرورت کمانے پر مبذول رہتی ہے اور ان کی توجہ اس سے ہٹتی ہی نہیں ہے اور لوگوں کی توجہ بھی اس طرف سے نہیں ہٹتی پھر۔ اب ان عورتوں کو آپ اور قسم کا برقع، اور قسم کا پردہ پہنا دیں تو وہ سارے معاشرے میں رخنہ ڈال دے گا اور وہ لوگ اور ان کے بچے بھوکے مرنے لگیں گے۔

ہر صورت حال کو اس کے ماحول کے مطابق جانچنا چاہئے اور اس ماحول سے الگ کر کے اس کے نتیجے نکالنا غلطی ہے اور بے وقوفی ہے۔ ابھی پیچھے چند ہفتے پہلے یا چند مہینے پہلے بڑا شور تھا یورپ میں اس بات میں کہ ہندوستان میں اور پاکستان میں چھوٹے بچوں پر ظلم کیا جاتا ہے، ان سے Labour لی جاتی ہے۔ اس لئے ان کی تجارتوں کا بائیکاٹ کر دو۔ ہندوستان پر تو اتنا زور نہیں تھا، پاکستان پر زیادہ نزلہ ٹوٹ رہا تھا اور واقعتہً پاکستان کی ایکسپورٹ کو اس سے گہرا نقصان پہنچا کیونکہ وجہ یہ ہوئی تھی، یہ بات نہیں تھی کہ ان کے علم میں پہلے یہ نہیں آیا تھا، وجہ یہ ہوئی تھی کہ ایک عیسائی بچے نے یہ خبر دی تھی کسی عالمی ادارے کو کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے نتیجے میں بعض ظالموں نے اسے قتل کر دیا۔ تو ردعمل اس بات کا تھا نہ کہ بچوں کی ہمدردی۔ ورنہ یہ ساری باتیں کھلی کھلی ہیں، سب کو علم ہے کیا ہو رہا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس معاشرے میں جس کی میں بات کر رہا ہوں، ان اقتصادی حالات میں جو ہندوستان اور پاکستان اور بنگلہ دیش اور دوسرے غریب ممالک میں پائے جاتے ہیں اگر بچوں کو کام کی اجازت نہ ہو تو اس کا متبادل یہ نہیں ہے کہ گھر بیٹھ کے آرام سے روٹی کھائیں۔ اس کا متبادل یہ ہوگا کہ گھر بیٹھے سارے بھوکے مر جائیں۔ ان کے اقتصادی حالات ایسے خراب ہیں بعض ملکوں کے کہ ایک کمانے والا شخص اپنے سارے خاندان کو پال سکتا ہی نہیں اور اوپر سے مصیبت یہ ہے کہ غربت میں نشوونما کی طاقت زیادہ پائی جاتی ہے۔ جہاں غربت زیادہ ہو وہاں بچے بھی زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اب وہ غریبوں کے بچے کثرت سے پیدا ہو رہے ہیں ان کو سنبھالے کون، ان کو کھلائے کون۔ ایک عمر تک پہنچ کر جہاں وہ کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ان کا مفاد اس میں ہے کہ ان کو کام مہیا کیا جائے اور صرف یہ دیکھا جائے کہ غیر ضروری سختی نہ ہو، ان کی عمر کا خیال رکھا جائے۔ اول تو بچپن ہی سے سختیاں دیکھتے دیکھتے غربت ہی ان کو سخت جان بنا دیتی ہے اور ان کی ہڈیاں عام بچوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ ان کے آرام اور تکلیف کے معیار ہی عام بچوں سے مختلف ہو جاتے ہیں۔ وہ Hardend بچے جو زندگی کی تلخیوں میں سے گزر کر ایک نیا سخت وجود آپ کو دکھاتے ہیں ان بچوں پر یہ رحم نہیں ہے کہ ان کے کام کے مواقع ان سے چھین لئے جائیں۔ ایسے بچے پھر جرائم پیشہ ہو جائیں گے۔ ایسے بچے سوسائٹی کو شدید نقصان پہنچائیں گے۔ یہ چیزیں یہ دیکھتے نہیں ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں یورپ میں بیٹھے ہم جیسا اپنے بچوں کے فیصلے ہیں ویسے ہی وہیں نافذ کر سکتے ہیں۔ بھول جاتے ہیں کہ انگلستان خود اور یورپ کے دوسرے ممالک ایک ایسے تاریخی دور سے گزر چکے ہیں جہاں بچوں سے کام لینا ایک دور میں ضروری تھا اور جتنی سختی یہ سمجھتے ہیں پاکستان اور ہندوستان میں ہو رہی ہے اس سے دس گنا زیادہ سختی یہ مظلوم بچوں پر یہاں کیا کرتے تھے۔ ایک اقتصادی دور ہے یہ اس سے آگے نکل چکے ہیں۔ بعض غریب ممالک ابھی وہاں تک پہنچے نہیں ہیں۔ اس لئے یہ خیال کہ ایک سن میں، ایک صدی میں ساری قومیں یکساں برابر چل رہی ہیں یہ بالکل جھوٹا اور بے معنی خیال ہے۔ ایک ہی صدی میں ہزار سال پہلے کے لوگ بھی موجود ہیں وہ اسی طرح ہزار سال پہلے کا سفر کر رہے ہیں۔ ایک ہی صدی میں سو سال پہلے کے لوگ بھی موجود ہیں، دو سو سال پہلے کے لوگ بھی موجود ہیں تو ان پر ان کے حالات کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا، حالات کے مطابق احکامات جاری کرنے ہونگے۔ پردے کا بھی اس مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ جن سوسائٹیوں میں عورتوں نے کام کرنا ہے، ان میں مختلف قسم کے معزز پیشے اختیار کرنے ہیں، ان کو اس قسم کا برقع پہننے پر نہ مجبور کیا جا سکتا ہے نہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ وہ ایسا پردہ کریں۔ ان کے لئے یہ پردہ ضروری ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔ باہر نکلیں تو اپنی زینت کو چھپائیں، نہ کہ اس کو ظاہر کریں۔ اپنی خوبصورتی کو دبائیں، نہ کہ ابھاریں تاکہ غیر نظریں بے وجہ ان پر نہ پڑیں اور غلط پیغام قبول نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پردے کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔ پس ایک تو "والقواعد من النساء" والی آیت ہے سورہ النور کی، وہ اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال رہی ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ روا ح الدین احمد